امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

# ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 64/74

مورخہ ۲۹ رمحرم الحرام ۱۴۴۶ھ مطابق ۵/ اگست ۲۰۲۴ء روز سوموار

شمارہ نمبر 29

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، حکایات اہل دل
■ اسلامی تعلیم اور ہماری ذمہ داریاں
■ ماہ صفر المظفر اور ہمارا طرز عمل
■ موجودہ بجٹ میں اقلیتی طبقہ......
■ دہلی اور بھوپال کا سفر بھی رہا باعث ظفر
■ محبت کی دکان پر بھیڑ بڑھ رہی ہے
■ اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

بین السطور

## میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہو

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ہم جس سماج میں رہتے ہیں، جن دفاتر میں کام کرتے ہیں اور جن لوگوں سے ہمیں واسطہ پڑتا ہے ان میں مختلف عمر، مختلف صلاحیت اور مختلف کاموں پر مامور لوگ ہوتے ہیں، ان میں بڑے بھی ہوتے ہیں، چھوٹے بھی، ان میں عالم بھی ہوتے ہیں، غیر عالم بھی، ان پڑھ بھی ہوتے ہیں اور جاہل بھی، سب کو لے کر چلنا اور سب سے رشتوں کو برقرار رکھنا ایک مشکل امر ہے، اس سلسلے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وعید کو یاد رکھا جائے تو یہ کام آسان ہو جاتا ہے، ارشاد فرمایا: جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے، بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

ساری پریشانی یہیں سے شروع ہوتی ہے اور رشتوں کے ٹوٹنے اور بننے کی یہی وجہ ہوتی ہے کہ حفظ مراتب کا خیال نہیں رکھا جاتا، دفتری جو ڈسپلن ہے اسے نہیں برتا جاتا تو رشتوں میں کھٹاس پیدا ہوتی ہے اور قلبی محبت جو انسانیت کے نقطہ نظر سے ایک دوسرے کے درمیان ہونی چاہیے، وہ نہیں ہو پاتی ہے، اب شرطی اور چپراسی جنہیں ہندی میں ''آدیش پال'' کہا جاتا ہے اور جوان کی ذمہ داریوں کو بتانے کے لیے، بہت واضح لفظ ہے، حکم کی تعمیل سے کترانے لگیں، کام بتایئے تو بڑبڑانے لگیں، اگر آپ گیٹ سے داخل ہو رہے ہوں اور وہ کرسی پر براجمان ہو تو آپ کی مدد کے بجائے دیکھ کر رفو چکر ہو جائے، آپ کھڑے ہوں اور وہ کرسی پر براجمان ہو تو دفتری ڈسپلن باقی نہیں رہتا ہے اور احساس ہوتا ہے کہ کہیں نہ کہیں وہ اپنی ذمہ داریوں میں کوتاہی کر رہے ہیں اور اگر دفتری نظام کو ڈسپلن کے ساتھ جاری رکھنا ہے، تو اس طریقہ کار کو یقیناً بدلنا ہوگا۔

ایسا ہی معاملہ نئی نسل کے لوگوں کا ہے، ان کے نزدیک بڑوں کے احترام کی معنویت ختم ہو گئی ہے۔ وہ اتنے زور سے آپ سے بات کریں گے، یا مجلس میں اس طرح خوش گپی میں مشغول ہوں گے جیسے آپ ان کے ہم عمر ہوں، آپ کا وہاں پر موجود ہونا ان کو کسی قسم کی گفتگو سے مانع نہیں ہوتا، آپ کو یہ گفتگو گراں بار ہو رہی ہو تو آپ خود وہاں سے ہٹ جایئے، لیکن وہ اپنی گفتگو بلکہ غیر مہذب انداز کے شور وغل سے باز نہیں آسکتے۔ وہ اسے اپنا حق سمجھتے ہیں، جس کی وجہ سے مجلسیں ''مچھلی ہٹا'' کا منظر پیش کرنے لگتی ہیں، اور سارا ڈسپلین دھرا کا دھرا رہ جاتا ہے۔

پیشہ وارانہ اور دفتری تعلق کی بات کریں تو دو الگ الگ نسل کے لوگ آپس میں مضبوط دفتری تعلق نہیں بنا پاتے، اس کی ایک وجہ آپسی بدگمانی ہوتی ہے، سینئر کو اپنی سوپریمیسی اور برتری کی فکر ہوتی ہے اور وہ دوسرے کو اوپر دیکھنا اس لیے پسند نہیں کرتے کہ اس سے ان کی نفسیاتی برتری پر زد پڑتی ہے، جونیر کارکنوں اور افراد کو یہ بدگمانی ہوتی ہے کہ یہ ہماری ترقی کے راستے میں روڑے اٹکاتے ہیں، ایسے میں ضروری ہے کہ حفظ مراتب کا خیال رکھا جائے، ایک دوسرے کی ذمہ داری اور عہدوں میں جو فرق ہے اس کو ملحوظ رکھا جائے اور پھر اپنی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ کر آگے بڑھا جائے۔

اس کے لیے پہلے خود اپنا محاسبہ کریں کہ اپنے اندر کہاں کہاں کمی ہے، ہو سکتا ہے کہ اپنے بڑوں کے بارے میں جو آپ کی سوچ ہے وہی بے بنیاد ہو یا پھر اگلا جو حرکت کر رہا ہے وہ اپنی طاقت وقوت کے اظہار کے لیے اسے ضروری سمجھ رہا ہو، یا پھر جو باتیں آپ سے ان میں الگ ہیں وہی باتیں ذمہ داروں کی طاقت اور بڑائی کا سرچشمہ ہوں، اس لیے ہر طرح سے پہلے خود کو ہی جانچ اور پرکھ لینا چاہیے کہ کہیں آپ غلط تو نہیں ہیں۔

ایک طریقہ سماج میں یہ بھی رائج ہو گیا ہے کہ اپنے بڑوں کا اعتماد حاصل کرنے کے لیے ان کی ہاں میں ہاں ملایا جائے اور جی حضوری کی جائے، بقول مولانا مناظر حسن گیلانی بہت سارا کام ''بمد خوش کرنی'' کیا جاتا ہے، جس سے سماج کو، تنظیم کو، اداروں کو، جماعت کو، جمعیت کو، کمپنیوں اور اداروں کو نقصان پہونچتا ہے، امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ کا قول ہے کہ ملت کو سب سے زیادہ نقصان خوشامد کرنے والوں نے پہونچایا ہے، ان کی خوشامد کی وجہ سے قائدین حقیقی صورت حال تک نہ پہونچ سکے، اور خلاف واقعہ احکامات جاری ہوتے رہے، اس لیے ''ورک کلچر'' پر یقین رکھیے، اپنی خود اعتمادی میں کمی ہو تو دوسروں کی مدد لینے سے بھی گریز نہ کیجئے، خود اعتمادی ایک ایسا ہتھیار ہے جس سے آپ اپنے بڑوں کو مطمئن کر سکیں گے، اگر آپ کے اندر کوئی کمی ہے اور اس کمی کو دور کرنے کے لیے دوسرے کی ضرورت ہے تو اس کو انا کا مسئلہ نہ بنایئے، دوسروں سے مدد لیجیے اور ان کے مشوروں کو تجربات کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھئے۔

انسانیت کو اپنے رشتہ کی بنیاد بنائیں، ہر چھوٹے بڑے معاملات میں عزت نفس، خودی وخودداری کو حائل نہ ہونے دیں، ہر کام میں انا اور خودداری کا جذبہ سماج، گھر اور دفتر میں آپ کی خراب تصویر پیش کرے گا، اور لوگوں کی رائے یہ بنے گی کہ آپ انتہائی مغرور اور مزاجاً متکبر ہیں۔ اپنے بڑوں سے بات کرنے میں ان کی عزت نفس کا ضرور خیال رکھیں، اور بڑے بھی آپ کے ساتھ شفقت ومحبت کا برتاؤ کریں، معاملہ دو طرفہ ہوگا تبھی آپ اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کو صحیح سے ادا کر سکیں گے اور ذمہ داروں کے لیے شکایت کا موقع نہیں فراہم کریں گے، اس لیے اپنی بات پورے ادب واحترام کے ساتھ رکھیے، کوشش کیجئے کہ آپ کی بات سنی جائے اگر نہ سنی گئی تو آپ عند اللہ اور عند الناس ماخوذ نہیں ہوں گے، اگر آپ کسی مہم میں کامیاب ہو گیے ہیں تو اس پر اترایئے نہیں اور دوسروں کی کامیابی پر حسد نہ کیجئے کیوں کہ حاسد خود اپنی آگ میں جل کر ذہنی، دماغی، بلکہ جسمانی طور پر بھی کبھی کبھی خاکستر ہو جاتا ہے۔

اپنے وقت کا صحیح استعمال کامیاب زندگی گذارنے میں بڑا معاون ہوتا ہے۔ یہاں دو چیزیں الگ الگ ہیں، ایک وقت کی پابندی اور دوسرا وقت کا صحیح استعمال، وقت کی پابندی سے آپ کا بھی فائدہ ہے اور دوسرے کا بھی، آپ نے وقت کی پابندی نہیں کی، کوئی آپ کے دیے ہوئے وقت پر انتظار کر رہا ہے، ایسے میں آپ نے اس کا بھی وقت ضائع کیا، اگر آپ کسی اسکول میں استاذ ہیں اور صرف پانچ منٹ لیٹ آئے، آپ کے لیے یقیناً وہ پانچ ہی منٹ ہے، لیکن کلاس کے ہر بچے کا پانچ پانچ منٹ ضائع ہوا، سوچیے کس قدر وقت ضائع ہوا۔

جو لوگ بھی آج آپ کو کامیاب نظر آتے ہیں، انہوں نے وقت کی پابندی بھی کی اور وقت کا صحیح استعمال بھی کیا، ہم کتنا وقت فضول گپوں اور ایک دوسرے کی غیبت میں ضائع کرتے ہیں، کام بھی کچھ نہیں ہوتا ہے اور غیبت کا گناہ الگ سے سر پڑ جاتا ہے۔

بڑوں کی بات سننے کا مزاج بنایئے، تمام تعلیمی نظام میں بولنا سکھایا جاتا ہے، لیکن اسی اہمیت کے ساتھ سننا نہیں سکھایا جاتا ہے، حالاں کہ اللہ رب العزت نے ہمیں ایک زبان دو کان عطا فرمائے ہیں، تا کہ ہم کم بولیں، زیادہ سنیں، سننے کا یہ مزاج نئی نسل میں ختم ہوتا جا رہا ہے اب وہ اپنے بڑوں کی تقریر بھی نہیں سنتے اور نہ بڑوں کی کتابوں کے پڑھنے کے لیے ان کے پاس وقت ہے، اس لیے نئی نسل کے بیش تر جوانوں کے علم میں کمی ہوتی ہے اور جن کے پاس علم ہوتا ہے ان میں گہرائی اور گیرائی کی کمی محسوس کی جاتی ہے۔ کیوں کہ اس کے پیچھے نہ تو مطالعہ کی قوت ہوتی ہے اور نہ ہی بڑوں کے علم سے اکتساب۔

کچھ وقت تنہائی میں بھی گذاریے، صوفیا کے یہاں مراقبہ کی اہمیت اسی لیے ہے کہ آدمی خود کو تنہا محسوس کرے اور تنہائی کا یہ احساس اسے قبر کی تنہائی تک پہونچا دے تا کہ وہ اپنی آخرت سنوار لے۔ حضرت امیر شریعت سابع مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانیؒ فرمایا کرتے تھے، آپ جس کام پر مامور ہیں اور جس ادارے میں کام کرتے ہیں اس کے بارے میں فارغ وقت میں سوچتے رہیے تا کہ نئے نئے منصوبے اور کرنے کے نئے نئے کام آپ کے ذہن وخیال میں آسکیں، اس انداز میں سوچنے اور کام کو آگے بڑھانے کے لیے تنہائی سے بہتر کوئی موقع نہیں ہو سکتا۔

اس طرح زندگی کا نظام الاوقات بنایئے کہ کوئی لمحہ آپ کی زندگی کا ضائع نہ ہو، سفر کے دوران بھی کوشش جاری رکھیے کہ کسی کام میں وقت لگ جائے، کتابوں کے مطالعہ اور کمپوز شدہ مواد کی پروف ریڈنگ کے لیے یہ بہتر موقع ہوتا ہے، ہمارے عہد کے بڑوں نے تو ہوائی جہاز پر بیٹھ کر کتابوں کی تصنیف کا کام کیا ہے۔ مشہور ہے کہ علامہ اقبال کے استاذ پروفیسر آرنلڈ کا پانی جہاز بھنور میں پھنس گیا، پورے جہاز میں افراتفری مچ گئی، ہر آدمی ہراساں وپریشان نظر آ رہا تھا، لیکن پروفیسر آرنلڈ انتہائی انہماک کے ساتھ کتاب کے مطالعہ میں مشغول تھے، ان کے قریب بیٹھے ایک شخص کو اس پر بڑی حیرت ہوئی، پوچھنے پر پروفیسر آرنلڈ نے بتایا کہ ہم جہاز کو بھنور سے نکال نہیں سکتے، ڈوبنے سے بچا نہیں سکتے تو کیوں نہ اس وقت کو مطالعہ میں لگائیں، جہاز بچ گیا تو یہ مطالعہ کام آجائے گا، ڈوب گیا تو یہ افسوس نہیں رہے گا کہ ہم نے زندگی کے بچے ہوئے قیمتی لمحات کو ضائع کر دیا۔

یہ چند امور ہیں، جن پر عمل درآمد کر کے ہم اپنی خانگی، سماجی اور دفتری زندگی کو خوش گوار بنائے رکھ سکتے ہیں، تمام طرح کے ٹینشن سے محفوظ ہونے کی وجہ سے آپ بھی خوش وخرم رہیں گے اور آپ کی بیوی، بچے، پڑوس اور آپ کے رفقاء بھی، عمل شروع کیجئے، افادیت خود سمجھ میں آجائے گی۔

### اچھی باتیں

''پرانے لوگ سمجھدار تھے، تعلقات سنبھالتے تھے، پھر لوگ پریکٹیکل ہو گیے، تعلقات سے فائدہ نکالنے لگے، اب لوگ پروفیشنل ہیں، فائدہ ہو تو تعلق رکھتے ہیں۔ ☆ منافق بڑا خطرناک ہوتا ہے، یہ ''بھیڑیے'' کے ساتھ مل کر کھاتا ہے، ''کتے'' کے ساتھ مل کر بھونکتا ہے اور ''چرواہے'' کے ساتھ مل کر روتا ہے۔ ☆ رشتہ چاہے کوئی ہو، پاس ورڈ ایک ہی ہوتا ہے ''بھروسہ''۔ ☆ جن کے کندھے پر ذمہ داریاں ہوتی ہیں، ان کو روٹھنے ٹوٹنے کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ ☆ اپنوں سے اختلاف رکھنا ہو تو رکھیں، لیکن کسی میدان میں اپنوں کو ہرانے کے لیے دشمن کی صف میں کھڑے ہونا بے غیرتی، بے وقوفی اور منافقت ہے۔ (حاصل مطالعہ ومشاہدہ)

### بلا تبصرہ

''ہندوستان میں ہر شخص اپنی مرضی کا کھانا منتخب کرنے کے لیے آزاد ہے، ہوٹلوں، ڈھابوں اور مہنگے ریسٹورنٹ میں کوئی بھی انسان مذہب یا مسلک دیکھ کر نہیں جاتا، بلکہ وہ اپنی پسند کا کھانا کھانے کے لیے جاتا ہے، سڑکوں اور شاہ راہوں پر جو غریب پھلوں اور سبزیوں کے ٹھیلے لگاتے ہیں، ان سے بھی کبھی مذہب اور مسلک کی بنیاد پر خریداری نہیں کی جاتی، اگر دوکانوں اور ٹھیلوں پر مالکان کے ناموں کی تختیاں آویزاں کر دی جائیں گی تو ملک میں مذہبی نفرت کو مزید فروغ حاصل ہوگا، آخر یوگی آدتیہ ناتھ مذہب کی یاترا کو نفرت کی یاترا کیوں بنانا چاہتے ہیں۔ (انقلاب ۳۰ رجولائی ۲۰۲۴ء)

# اللہ کی باتیں —— رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

## امت محمدیہ کی ذمہ داری

''جولوگ تم سے پہلے گذرے ہیں ان میں کچھ ایسے سمجھدار لوگ کیوں نہیں ہوئے جوز مین میں فساد مچانے سے روکتے، سوائے ان میں سے تھوڑے لوگوں کے، جن کو ہم نے بچالیا تھا اور جولوگ زیادتی کرنے والے تھے وہ جس ناز و نعمت میں تھے اس کے پیچھے پڑے رہے اور وہ تھے ہی گنہگار لوگ'' (سورہ ہود:۱۱۶)

**وضاحت**: قرآن مجید کی اس آیت میں اللہ رب العزت نے ماضی کی ان قوموں کا تذکرہ کیا ہے جو دنیاوی لذتوں میں پھنس کر جرائم پیشہ بن گئے، عیش پرستی ان کی زندگی کا مقصد بن گئی، آخرت سے یکسر غافل ہو گئے اور دینی، اخلاقی اور سماجی گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کر کے اللہ کی نگاہ میں مجرم بن گئے، تو ان کے ان اعمال مجرمانہ کے سبب وہ ہلاک کر دیئے گئے، اگر اس قوم کے سمجھدار اور دیندار لوگ انہیں خیر و بھلائی کی دعوت دیتے تو وہ شاید انجام بد سے محفوظ ہوجاتے، گویا قرآن کریم پچھلی قوموں کی ہلاکت و بربادی کا تذکرہ کر کے اس امت کے باشعور افراد کو بیدار کرنا چاہتا ہے، جس قوم کے صالح افراد اپنی اجتماعی ذمہ داری سے منہ موڑ لیتے ہیں تو دنیا پر اس کوتاہی کے برے اثرات ظاہر ہوتے ہیں اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو ایک داعی امت بنا کر بھیجا ہے اس کے فرائض منصبی میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر شامل ہے، اسلئے اس کو ہر وقت اپنے فرائض کا استحضار رہنا چاہئے، جس کو حدیث پاک میں ایک مثال سے سمجھایا گیا کہ اللہ کے حدود یعنی احکامات پر عمل پیدا ہونے والے اور حدود یعنی احکامات کو توڑنے والے کی مثال ایسے لوگوں کی ہے کہ ایک کشتی پر سوار ہونے کے لئے قرعہ اندازی کی بعض لوگوں کے نام اوپر کی منزل کا قرعہ نکلا اور بعض لوگوں کے نام نیچے کی منزل کا قرعہ نکلا تو جن لوگوں کے نام نیچے کا قرعہ نکلا وہ پانی لینے کے لئے اوپر جاتے، جب وہ اوپر والی منزل کے لوگوں کے پاس پانی لے کر گذرتے تو ان کو خیال ہوتا کہ ہماری وجہ سے ان لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے، ان لوگوں نے باہم مشورہ کیا کہ اگر ہم لوگ اپنے حصہ یعنی نچلی منزل میں سوراخ کر لیتے ہیں تو یہیں سے پانی لے لیا کریں، تا کہ اوپر والوں کو تکلیف نہ پہونچے، اب اگر اوپر کی منزل کے لوگ ان نیچے والوں کو اپنی منزل میں سوراخ کرنے دیں تو نتیجہ یہ ہوگا کہ جہاز میں پانی بھر جائے گا اوپر نیچے دونوں منزلوں کے لوگ ڈوب جائیں گے اور اگر اوپر والوں نے نیچے والوں کو جہاز میں سوراخ کرنے سے روک دیا تو سب بچ جائیں گے اور زندہ سلامت رہیں گے، گویا اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مسئلہ میں کشتی کی مثال دے کر جس خوبی و باریکی کے ساتھ معاشرہ کے اندر پائے جانے والے اچھے اور برے لوگوں تصویر کشی فرمائی وہ بڑی چشم کشا ہے، یہاں حدیث سے معلوم ہوا کہ امت محمدیہ کے ہر فرد کیلئے ضروری ہے کہ وہ از سر نو اپنے دعوتی، تہذیبی اور قائدانہ کردار کے ساتھ سرگرم سفر ہوں تا کہ ملت کی کشتی ساحل مراد سے ہمکنار ہو۔

## بندہ مومن کی صفت

حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھ کو کوئی مختصر نصیحت فرمائیے، آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا جب تو نماز پڑھنے کھڑا ہو تو ایسی نماز پڑھنا جیسا رخصت ہونے والا آخری نماز پڑھتا ہے اور ایسی بات زبان سے مت نکالنا جس پر کل کو معذرت کرنی پڑے اور دوسروں کے پاس جو مال ہے اس کی کوئی طمع اپنے دل میں نہ رکھنا'' (رواہ احمد)

**مطلب**: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف موقعوں پر صحابہ کرامؓ کو مختلف انداز میں نصیحتیں فرمائیں، اس حدیث پاک میں آپؐ نے جو نصیحت فرمائی وہ معانی و مفہوم کے اعتبار سے بہت جامع ہے، آپؐ نے مختصر انداز میں اسلام کی روح اور جامعیت کو بیان فرمادیا ہے یعنی سائل نے جس انداز میں آپ سے سوال کیا آپؐ نے اسی انداز میں ان کو تشفی بخش جواب مرحمت فرمایا جب انہوں نے مختصر نصیحت کی گذارش کی تو آپؐ نے تین باتوں کی نصیحت کی، پہلی بات یہ فرمائی کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اس طرح نماز پڑھو جیسا کہ کوئی رخصت ہونے والا آخری نماز پڑھتا ہے اور یقین کرلو کہ گویا تمام جہاں کو رخصت کر کے یہ آخری نماز پڑھ رہے ہو اب معلوم نہیں کہ زندگی میسر ہو کہ نہ ہو جب کوئی شخص اس کیفیت کے ساتھ نماز ادا کرے گا تو اس کی نماز میں خشوع و خضوع کی کیفیت پیدا ہوگی، پھر اس کے ذریعہ اللہ سے تعلق مستحکم ہوگا اور یہی نماز کی روح ہے کہ نمازی پوری طرح دلجمعی و یکسوئی کے ساتھ رب ذوالجلال کے حضور کھڑا رہے، حضورؐ نے دوسری نصیحت یہ کی کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور ایسی کوئی بات زبان سے نہ نکالو کہ بعد میں شرمندگی اور ندامت اٹھانی پڑے، کیونکہ تیر کمان سے اور بات زبان سے نکل جاتی ہے تو پھر وہ واپس نہیں آتی ہے، بہت سے لوگ غصہ کی حالت میں زبان سے ایسی باتیں کہہ دیتے ہیں پھر احساس بیدار ہوتا ہے تو معذرت کرنے لگتے ہیں ایسے انسان کا وقار و اعتبار مجروح ہونے لگتا ہے، اس لئے اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ سوچ سمجھ کر اور ناپ تول کر بولا کرو کہ دوسروں کی دل شکنی نہ ہو اور آپس کے تعلقات خراب نہ ہوں، چونکہ زبان کا زخم دیرپا ہوتا ہے لہٰذا ہم زبان کو قابو میں رکھیں اور کسی کی دل آزاری نہ کریں، حضورؐ نے آخری نصیحت یہ فرمائی کہ دوسروں کے مال و دولت کو للچائی نظروں سے نہ دیکھو اس سے نفس میں فقر و افلاس کی خصلت پیدا ہوگی، پھر اس کے بعد راحت و آرام کی زندگی تلخ بن جائے گی اور انسان اسی چکر میں لگا رہتا ہے کہ مال کسی طرح حاصل ہو جائے، جائز و ناجائز کی تمیز ختم ہو جاتی ہے، محنت و مزدوری کر کے جائز طریقوں سے کسب حلال کی جدوجہد کرتے رہو اور اللہ سے اپنی کمائی میں برکت کی دعا کرتے رہو اور جب اللہ مال و دولت کی نعمت سے نواز دے تو اس میں سے راہ خدا میں خرچ بھی کرتے رہو، مال خرچ کرنے سے غریبوں کے ساتھ ہمدردی اور ایثار کا جذبہ ابھرتا ہے اور اس پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرنے سے گناہ جھڑتے ہیں اور مصیبتیں دور ہوتی ہیں، یہی ایک مومن بندہ کی صفت ہونی چاہئے۔

# دینی مسائل

مفتی احکام الحق قاسمی

## بہنوں کو میراث سے محروم کرنا

**س**: بہت سارے علاقے میں لڑکیوں کو والدین کی میراث میں حصہ نہ دینے کا عمل ابھی بھی جاری ہے، ساری زمین و جائیداد اور مال و اسباب پر لڑکوں کا قبضہ ہوتا ہے، لڑکیاں دیکھتی رہ جاتی ہیں، انہیں حصہ مانگنے کے باوجود محروم کر دیا جاتا ہے سوال یہ ہے کہ لڑکوں کا ایسا عمل شریعت کی نظر میں کیسا ہے؟ اس تعلق سے کیا احکام و ہدایات ہیں؟ تفصیل سے بیان فرمائیں!

**ج**: قانون میراث اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا قانون ہے جس کی پوری تفصیل اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء آیت نمبر ۷، ۱۱، ۱۲/اور ۱۷۶/میں بیان فرمادی ہے، ان آیات میں میراث کے احکام بیان فرماتے ہوئے ''یُوْصِیْکُمُ اللّٰہ'' کہہ کر اس پر عمل کی تاکید فرمائی، ''نَصِیْباً مَّفْرُوْضاً'' اور ''وَصِیَّۃً مِّنَ اللہِ'' کہہ کر اس کی ادائیگی کو لازم اور فرض قرار دیا اور آخر میں ''تِلْکَ حُدُوْدُ اللہِ'' کہہ کر یہ وارننگ دی کہ میراث کے احکام اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ حدود ہیں اگر تم ان حدود پر قائم رہے تو تمہارے لیے جنت کی بیش بہا نعمتیں ہیں اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے: ''تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا وَ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ'' (النساء: ۱۳)

اور اگر تم نے حدود اللہ کا پاس و لحاظ نہیں رکھا اور اللہ تعالیٰ کے واضح اور صریح حکم کو پس پشت ڈال کر ایک کافرانہ رسم و رواج پر عمل کیا تو تمہارا یہ عمل معمولی جرم نہیں ہوگا؛ بلکہ نہایت سرکشی اور اعلیٰ درجے کا ظلم ہوگا جس کے پاداش میں تمہیں جہنم میں جانا ہوگا اور ذلت کا عذاب چکھنا ہوگا: ''وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَہٗ یُدْخِلْہُ نَارًا خَالِدًا فِیْھَا وَلَہٗ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ'' (النساء: ۱۴)

اسی قانون میراث میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فرمادیا ہے ماں باپ اور خویش و اقارب کے ترکہ میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی، خواہ وہ مال کم ہو یا زیادہ اس میں حصہ مقرر کیا ہوا ہے: ''لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَکَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَکَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْہُ اَوْ کَثُرَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا'' (سورۃ النساء: ۷ اور آگے اولاد کا حصہ مقرر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے یعنی ایک لڑکی کو ایک حصہ ملے گا تو ایک لڑکے کو اس کا دوگنا (۲/حصہ) ملے گا: ''یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ'' (النساء: ۱۱)

پس جب اللہ تعالیٰ نے لڑکا اور لڑکی دونوں کا حصہ متعین کر دیا تو ہر ایک کو اس کا شرعی حصہ دینا فرض ہے نہ تو بہنوں کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کو ماں باپ کی میراث سے محروم کرے اور نہ بھائیوں کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی بہنوں کو ان کے حصے سے محروم کرے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا جو شخص کسی وارث کو وراثت سے محروم کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن جنت کی میراث سے محروم کر دیں گے: ''عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فر من میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ یوم القیامۃ'' (ابن ماجہ، ص: ۱۹۸، کتاب الوصایا، باب الحیف فی الوصیۃ)

یاد رکھیے کسی وارث کو اس کا شرعی حصہ نہ دینا، اس کے حق کو غصب کرنا اور اس پر ظلم کرنا ہے اور یہ انتہائی سنگین جرم ہے اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب اور اس کے عذاب کو دعوت دینا ہے کیونکہ اس میں جہاں اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی ہے وہیں حقوق العباد کی بھی پامالی ہے اور حقوق العباد کا معاملہ بہت ہی سخت ہے اگر دنیا میں اس کی ادائیگی نہیں ہوئی تو آخرت میں ادا کرنا ہوگا اور آخرت میں ادا کرنا آسان نہ ہوگا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے ایک بالشت بھی زمین کسی کی ناحق لی، تو قیامت کے دن اتنی مقدار ساتوں زمین کا طوق اسے پہنایا جائے گا: ''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اخذ شبرا من الارض ظلما فانہ یطوقہ یوم القیٰمۃ من سبع ارضین'' (الصحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی سبع ارضین: ۱/۴۵۴)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جس نے کسی کی کچھ بھی زمین ناحق لے لی تو قیامت کے دن اسے ساتوں زمین تک دھنسایا جائے گا: ''قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اخذ شیئا من الأرض بغیر حقہ خسف بہ یوم القیٰمۃ الی سبع ارضین'' (الصحیح البخاری: ۱/۴۵۳)

قیامت کے دن حق والوں کے حق کی ادائیگی زمین و جائیداد اور روپے پیسے سے نہیں بلکہ نیکیوں سے ہوگی، جس نے کسی کا حق مارا ہوگا اس کی نیکیاں حق والوں کو دے دی جائیں گی اگر نیکیاں ختم ہو گئیں اور حق والے باقی رہے تو حق والوں کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے پھر اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا: ''عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: أتدرون ما المفلس؟ قالوا: المفلس فینا من لا درھم لہ ولا متاع، فقال: ''إن المفلس من امتی من یاتی یوم القیامۃ بصلاۃ، وصیام، وزکاۃ، ویاتی قد شتم ھذا، وقذف ھذا، وأکل مال ھذا، وسفک دم ھذا، وضرب ھذا، فیعطی ھذا من حسناتہ، وھذا من حسناتہ، فإن فنیت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ اخذ من خطایاھم، فطرحت علیہ ثم طرح فی النار'' (الصحیح لمسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الظلم: ۲/۳۲۰) لہٰذا بہنوں کو ان کے شرعی حصے سے محروم کرنا نہایت سنگین جرم ہے ہر صاحب ایمان پر لازم و ضروری ہے کہ قانون میراث پر مکمل عمل کرے حلال طریقے پر کھائے حرام سے بچے اگر والدین یا ان میں سے کسی ایک کا انتقال ہو گیا ہے تو ان کے ترکہ سے اپنی بہنوں کو بھی شرعی حصہ دے، بہنوں کا حصہ غصب کر کے ان پر ظلم نہ کرے ورنہ قیامت کے دن سخت پکڑ ہوگی اللہ تعالیٰ کا عذاب اور اس کی پکڑ بہت سخت ہے اس سے ہر مسلمان کو ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلدنمبر 64/74 شمارہ نمبر 29 مورخہ ۲۹/محرم الحرام ۱۴۴۶ھ مطابق ۵/اگست ۲۰۲۴ء روز سوموار

# کمزور ہوتی جمہوریت

ہندوستان کا شمار دنیا کے عظیم ترین جمہوری ملک میں ہوتا ہے، یہاں کے انتخاب پر عالمی مبصرین اور سیاسی قائدین کی نظریں ٹکی ہوتی ہیں، ہم پوری دنیا میں اپنی جمہوریت کے گن گان کرتے ہیں اور دنیا کو یقین دلاتے ہیں کہ ہمارے یہاں مذہب، ذات اور برادری کی بنیاد پر تفریق نہیں کی جاتی ہے، یہ بیانات ہمارے کانوں کو بھلے لگتے ہیں اور ہم جمہوریت زندہ باد کے نعرے لگانے لگتے ہیں۔خوشی اچھی چیز ہے، لیکن ہمارے ملک میں جاری جمہوریت کا جائزہ لینا چاہیے کہ کیا جمہوری اقدار اور تقاضوں کی حفاظت ہندوستان میں ہورہی ہے یا وہ دن بدن کمزور پڑتی جارہی ہے، واقعہ یہ ہے کہ حالیہ انتخاب میں اگر عوام نے پارلیامنٹ میں حزب مخالف کو مضبوط نہ بنایا ہوتا تو یہ ملک آمریت کی طرف بڑھ چکا تھا۔

جمہوریت میں بنیادی چیز سب کو ساتھ لے کر چلنا ہے اور یقینی طور پر مذہب، ذات برادری کی بنیاد پر اس میں تفریق کی گنجائش نہیں ہے، لیکن ہمارے ملک میں تو سارا انتخاب ذات برادری اور مذہب کے نام پر ہی لڑا جارہا ہے، ٹکٹوں کی تقسیم برادری اور مذہب دیکھ کر کی جاتی ہے، اور اسے فتح وکامرانی کے لیے سیاسی شعور قرار دیا جاتا ہے، ہر برادری اپنی ہی برادری کو ووٹ دینا چاہتا ہے، حالیہ انتخاب میں انڈیا اتحاد کے کئی امیدوار اسی لیے کامیاب نہیں ہوسکے کہ ایک خاص برادری نے اپنی برادری کے امیدوار جو این ڈی اے میں تھے، انہیں پارٹی سطح سے اوپر اٹھ کر برادری کی بنیاد پر ووٹ کر دیا، اور انڈیا اتحاد کے امیدوار کو ہرانے کا کام کیا۔

جمہوریت کو بچانے میں بڑا کردار میڈیا کا ہوتا تھا، لیکن پرنٹ اور الکٹرونک میڈیا میں بڑی تعداد ایسے مالکان اور صحافی کی ہے، جس نے اپنے کو اقتدار کی چوکھٹ پر جبین سائی اور سجدہ ریزی کو اپنا شعار بنالیا ہے، وہ اقتدار کے کوٹھے پر رقص کرنے پر مجبور ہیں، غلاموں کی یہی ادا ہوا کرتی ہے وہ اپنے آقا کو خوش کرنا ہی اپنا فرض سمجھتے ہیں، سچی خبریں دبادی جاتی ہیں اور ان کا ذکر تک نہیں آتا، جھوٹی خبروں کی اشاعت اس طرح کی جاتی ہے جیسے سارا سچ وہی ہے۔ ہمارے ذرائع ابلاغ اس اصول پر کام کرنے لگے ہیں، جیسا انگریزوں کے وقت میں ہوا کرتا تھا، کہ جھوٹ کو اس قدر اور اتنی بار بولو کہ وہ سچ سمجھا جانے لگے، پہلے لوگ کہا کرتے تھے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے، لیکن میڈیا کی اس روش نے یہ ثابت کردیا ہے کہ اسے پیر تو نہیں ہوتے، لیکن اسے پَر لگایا جاسکتا ہے، اور سچ سے زیادہ اسے پرواز بخشی جاسکتی ہے۔

پہلے اکزیکیٹو اور بیوروکریٹ جمہوریت کو چست ودرست رکھنے میں اپنی بھرپور حصہ داری نبھاتے تھے، لیکن اب وہ خود ہی گلے تک بدعنوانی میں ڈوب چکے ہیں، چھوٹے چھوٹے کاموں کے لیے بھی رشوت دینی پڑتی ہے، سونے کی جوتی منہہ پر ماریے تو سب کام آسان ہوجاتے ہیں۔ ''سویدھا شلک'' کے بغیر کوئی کام ہو ہی نہیں پاتا، جو اچھے اور ایماندار افسر ہیں، ان کے یہاں ''ورک کلچر'' نہیں ہے، فائلیں مہینوں ٹیبل پر پڑی رہتی ہیں، وہ رشوت نہیں لیتے تو کام میں سستی کرتے ہیں۔ یہ جو بہار میں مسلسل پلوں کے گرنے کا واقعہ پیش آیا، اس کی وجہ یہی ہے کہ رشوت دیکر ٹنڈر لیا گیا، تیس فی صد دستوری دفاتر نے وضع کرکے رقم جاری کیا، اب ظاہر ہے بیس فی صد ٹھیکیدار کو نہیں بچے گا تو وہ کیوں کام کرے گا، اس طرح میٹریل سو فی صد کے بجائے پچاس فیصد کا لگایا گیا، اب اتنے گھٹیا اور کمزور میٹریل سے بننے والا پل کتنی رگڑ برداشت کرتا، چنانچہ اس نے مکمل ہونے اور رسمی افتتاح سے پہلے بدعنوانی کی پول کھول دی، وہ تو اچھا ہوا کہ پہلے ہی گر گیا ورنہ سواری چلنے کے بعد گرتا تو جان کا بھی ضیاع ہوتا، شکر ادا کرنا چاہیے کہ جانیں ضائع نہیں ہوئیں، اب سرکار اس کی جانچ کررہی ہے، سپریم کورٹ نے جواب طلب کیا ہے، اس قانونی داؤ پیچ میں ممکن ہے کچھ چھوٹی مچھلیاں پھنس جائیں، لیکن بڑی مچھلی تک کسی کا ہاتھ نہیں پہونچتا، واقعہ یہ ہے کہ اس ملک میں بدعنوانی نے دیمک کی طرح جگہ بنالیا ہے اور وہ سارے نظام کو چاٹ چاٹ کر ختم کرنے پر تلا ہوا ہے۔

یہی حال ملکی سیاست کا ہے، ہر پارٹی میں فرقہ وارانہ نظریات کے حامل افراد شامل ہیں، پارٹی کے نظریات اپنی جگہ، لیکن پارٹی کے کارکنوں کے اندر کوئی ڈسپلن اور کوئی نظریہ نہیں پایا جاتا، جس پارٹی سے ٹکٹ ملا، اس میں گھس جاتے ہیں، بلکہ پارٹی بدلنے کے لیے عہدے اور رقم کی پیش کش ہوتی ہے، اور وہ بک جاتے ہیں، انہیں نہ کسی نظریہ کا پاس ولحاظ رہتا ہے اور نہ ہی اخلاقی اقدار کا، مسلمانوں کی یاد ہمارے مسلم قائدین کو بھی اسی وقت آتی ہے، جب انہیں ٹکٹ نہیں ملتا، وہ جانتے ہیں کہ وہ مسلم کوٹے سے پارلیامنٹ پہونچے ہیں، لیکن جاتے ہی وہ مسلمانوں کے ترجمان نہیں، پارٹی کے ترجمان بن جاتے ہیں، وہ پارٹی قیادت کے چشم وابرو کے سہارے چلنے لگتے ہیں، انہیں مسلمانوں کی یاد اس وقت آتی ہے، جب ان کا ٹکٹ کٹ جاتا ہے، وہ اپنے بھگتوں سے اس قدر اخبار بازی کرواتے ہیں، جیسے ان کو ٹکٹ نہیں ملنے کی وجہ سے مسلم قیادت ختم ہوگئی اور مسلمانوں پر قیامت ٹوٹ پڑی ہو، کوئی ان سے پوچھے کہ جب آپ پارلیامنٹ میں تھے، مسلمانوں کے مسائل پر کتنی گفتگو کی تھی کہ آج نہ رہنے سے مسلمان خلا محسوس کریں گے۔

پھر جو ارکان چن کر جارہے ہیں، ان میں سے کم از کم ایک تہائی افراد وہ ہیں جن کا مجرمانہ بیک گراؤنڈ رہا ہے، وہ کسی نہ کسی جرم میں عدالت یا پولیس کو ماخوذ ہیں، ایسے ارکان کسی ایک پارٹی میں نہیں سبھی میں ہیں، پہلے وہ اپنے سرپرستوں کے لیے کام کرتے تھے، پھر انہوں نے سوچا کہ اگر داداگیری انتخاب جیتنے میں معاون ہے تو ہم کیوں نہیں پارلیامنٹ پہونچ سکتے، چنانچہ آج وہ اسمبلی اور پارلیامنٹ میں پہونچے ہوئے ہیں، اور اسمبلی اور پارلیامنٹ کے اوقات ضائع کرنے میں ان کی کتنی حصہ داری ہے اور کتنے ہنگامے ہوتے ہیں، اس سے ہر کس وناکس واقف ہے، وہ لوگ جو دوسروں کو جھگڑوں سے روکنے کے لیے معیار اور ماڈل بن سکتے تھے، دنیا دیکھ رہی ہے کہ وہ کس قدر جھگڑنے میں لگے ہوئے ہیں، ایسے لوگ کس طرح جمہوریت کی گرتی ساکھ کو سنبھال سکیں گے، سمجھ سے بالاتر ہے۔

عدلیہ اور قوانین کے بارے میں ہمارا مطالعہ کمزور ہے، اس لیے ہم اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتے، اس کا وقار اور اعتبار ہماری پونجی ہے، لیکن جو معاملات وفیصلے سامنے آرہے ہیں، اس کی وجہ ہم جیسے لوگوں کو سمجھ میں نہیں آتی، مثلا جیل پور ہائی کورٹ کی اندور بینچ نے راشٹریہ سوک سنگھ کے پروگراموں میں سرکاری ملازمین کو نہ صرف جانے کی اجازت دی، بلکہ بقول اشوک وانکھیرے عرف ٹائیگر اس بات کے لئے معافی بھی درج کی کہ سرکاری افسران وکارکنان کو طویل مدت تک سنگھ کی شاخوں میں جانے سے روکے رکھا گیا، اسی طرح طلاق شدہ عورت کو نفقہ دینے کا فیصلہ، باری مسجد کی زمین رام مندر کو دیے جانے کی بات، تین طلاق کے نافذ نہ ہونے کا فیصلہ، تاریخی مساجد جو آثار قدیمہ کے تحت ہیں، ان پر معاملات کی سماعت اور غیر قانونی قبضہ کہہ کر مساجد پر بلڈوزر کا استعمال، یہ سب سمجھ سے باہر کی بات ہے، عوام تو عوام ہی ہیں، انہیں قانون کا پتہ نہیں، جب ریٹائر جج پارلیامنٹ، اسمبلی اور گورنر ہاؤس تک پہونچ جاتے ہیں تو انہیں لگتا ہے کہ کہیں کچھ ضرور ہے، اور عوام تو عوام ہے، خود ہندوستان کے چیف جسٹس نے ضمانت وغیرہ پر ہونے والی تاخیر کے سلسلہ میں نچلی عدالت کی سرزنش کی ہے اور ان کے طریقہ کار سے اتفاق نہیں کیا ہے۔

اس طرح دیکھا جائے تو جمہوریت ہمارے ملک میں انحطاط پذیر ہے، اس کی برتری کے لیے جس قدر ایماندار حکمرانی، بدعنوانی سے پاک بیوروکریٹ، حساس عدلیہ اور غیر جانبدارانہ صحافت کی ضرورت ہے، وہ خیالوں میں، کاغذوں میں، تصور میں تو ہے، لیکن عملی طور پر زمین پر اس کا وجود نظر نہیں آتا، اس لیے آج پھر سے ملک کو گاندھی، لوہیا اور جے پی کے انداز کی تحریک کی ضرورت ہے، تحمل، برداشت، اچھی چیز ہے، لیکن ہر بات پر خاموشی اختیار کرنا بزدلی کی علامت ہے، اگر اس ملک میں جمہوریت کو باقی رکھنا ہے تو ایک تحریک چلانی ہوگی، بدعنوانی کے خلاف، جرائم کے خلاف، اقتدار کے بے جا استعمال کے خلاف، سماجی انصاف کے حصول کے لیے، ملک، آئین اور جمہوریت بچانے کے لیے میدان میں کودنا پڑے گا، صبر وتحمل اور برداشت کی زیادتی ہمیں نفسیاتی مریض بنادے گی، جس کا علاج ممکن نہیں ہوگا، ملک کو بچانا ہے، جمہوریت کو بچانا ہے تو ہمیں یہ کرنا ہی ہوگا، اس موقع سے شاعر انقلاب جوش ملیح آبادی یاد آگیے کہتے ہیں۔

اے سوئی ہوئی قوم کے بیدار جوانو — اے ہمت مردانہ کے ذی روح نشانو
سوبات کی ایک بات ہے اس بات کو مانو — جینے کا جو ارمان ہے تو موت کی ٹھانو

# بھوکے لوگ

عالمی مسائل میں ایک بڑا مسئلہ پیٹ کی آگ بجھانے کا ہے، فاقہ کشی اور بھوک مری کے اعداد وشمار دل دہلانے والے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ سائنسی ترقیات اور چاند نیز منگل یان تک سفر کے باوجود ہر گیارہواں انسان آج بھی خالی پیٹ سو رہا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ عالمی سطح پر 73.3 کروڑ لوگ ایسے ہیں، جنہیں پیٹ بھر کھانا نصیب نہیں ہے۔ 2019 کے مقابلہ میں 2024 میں 5.2 کروڑ کا اس میں اضافہ درج کیا گیا ہے۔

افریقی ممالک میں حالات اور بھی خراب ہیں، وہاں ہر پانچواں آدمی فاقہ کشی کا شکار ہے، یہ اعداد وشمار دی اسٹیٹ آف فوڈ سیکوریٹی اینڈ نیوٹریشن ان دی ورلڈ ''The State of Food Security and Nutrition in the World 2024'' کی ایک رپورٹ سے ماخوذ ہے جسے اقوام متحدہ کے شعبۂ غذا اور زراعت سے متعلق تنظیم (WFP) اور عالمی تنظیم برائے صحت (WHO) نے مشترکہ طور پر جاری کیا ہے۔

رپورٹ کے مطابق دنیا کی ایک تہائی آبادی ایسی ہے، جسے غذائیت سے بھرپور خوراک نہیں مل پارہی ہے، اور وہ ان اشیاء کی خریداری سے اپنی غربت کی وجہ سے محروم ہیں، 233 کروڑ لوگ ایسے ہیں، جنہیں غذا کے حصول کے لئے سخت محنت کرنی پڑتی ہے، 86.4 کروڑ لوگ وہ ہیں جو غذائی اعتبار سے مفلس اور مفلوک الحال ہیں اور انہیں بسا اوقات بغیر کھائے پیئے زندگی گذارنی پڑتی ہے، یہ حال اس وقت ہے جب 2030 تک کسی کو بھوکے سونے نہ دینے کی بات کا وظیفہ عالمی تنظیموں کے ذریعہ پڑھا جارہا ہے، یہ اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ ہم اس تیز رفتار ترقی کے دور میں غذا کے معاملے میں پندرہ سال پیچھے چل رہے ہیں، جو صورت حال 2008-09 میں تھی، اسی صورت حال کا ہمیں آج بھی سامنا ہے اور ظاہر ہے جو چھ سال بھوک مری مٹانے کے لیے بچے ہیں، اس میں نہ تو کسی کے پاس جادوئی چھڑی ہے اور نہ ہی علاؤ الدین کا چراغ کہ کایا پلٹ کردے گا، اور انسان بھوکا نہیں سوئے گا، رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر یہی صورت حال برقرار رہی تو 2030 تک 58 کروڑ سے زیادہ لوگ خطرناک حد تک عدم غذائیت کا شکار ہوجائیں گے، جن میں آدھے افریقی ممالک کے ہوں گے۔

غذائی قلت اور فاقہ کشی کو دور کرنے کے لیے اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا واحد حل ہے، ہر متمول آدمی اس بات کو یقینی بنائے کہ اس کا کوئی پڑوسی بھوکا نہیں سوئے گا، ہمیں اس بات کو بھی یقینی بنانا پڑے گا کہ کھانا برباد نہ ہو، آج بہت سارے لوگ وہ ہیں جو رات کا بچا ہوا کھانا باسی سمجھ کر ردی میں ڈال دیتے ہیں، بوفے سسٹم کی وجہ سے کتنا کھانا ڈسٹ بین کچڑے کے ڈبہ میں چلا جارہا ہے، ایک اندازہ کے مطابق دنیا بھر میں جتنا کھانا تیار ہوتا ہے اس کا ایک تہائی حصہ برباد ہوجاتا ہے، برباد ہونے والے اس کھانے کی مقدار سے دو ارب لوگوں کی غذائی ضرورت پوری کی جاسکتی ہے، یہ حال پکے ہوئے کھانے کا ہے، کچے غذائی اجناس کی بربادی اس کے علاوہ ہے، ایسے میں ملکوں کی ترقی کے اعداد وشمار افسانے معلوم ہوتے ہیں، یہ کیسی ترقی ہے جس میں ایک تہائی آبادی بھوکے سو رہی ہے۔ کھانے کی جو بربادی ہورہی ہے اس کی وجہ سے فضائی آلودگی پیدا ہوتی ہے، انسانی صحت کیلئے مضر گرین گیس کا اضافہ ہوتا ہے، جس سے انسان مختلف اقسام کی بیماریوں میں مبتلا ہوجاتا ہے، اگر ہر آدمی اپنی ذمہ داری محسوس کرے اور بچے ہوئے کھانے کو مفلوک الحال افراد اور پڑوسیوں تک پہونچانے کے لیے فکرمند ہو تو فاقہ کشی کے ان اعداد وشمار کو کم کیا جاسکتا ہے، ایک شکل یہ بھی ہوسکتی ہے کہ عوامی جگہوں پر ایسا انتظام فرج وغیرہ کا کیا جائے کہ بچے ہوئے کھانے اس میں ڈال دیے جائیں اور ضرورت مند بغیر کسی رکاوٹ کے اس کا استعمال کرلے، پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے جب کچڑے سے غذائی اشیاء چن کر بچے کھا رہے ہوں تو اس مہذب انداز سے اس کی طرف بھی رجوع عام ہوگا، تجربہ کرنے میں کیا برائی ہے، برطانیہ کی کئی مساجد میں دیکھا کہ وہاں فرج موجود ہے، لوگ اس میں پکے ہوئے کھانے اور کہیں کہیں غذائی اجناس بھی ڈال جاتے ہیں، اور وارد ین صادرین اس کو شوق سے تناول کرتے ہیں، گرم کرنے کے لیے گیس چولہا بھی دستیاب ہوتا ہے، کام کی یہ ایک شکل ہے دوسری شکلیں بھی نکالی جاسکتی ہیں۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ — مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

# مجاہد کبیر- اسماعیل ہانیہ شہید

31 جولائی 2024 کو ایران کی راجدھانی تہران میں رات کے کوئی دو بجے ایک میزائیل حملہ میں حماس کی عسکری قوت کے سیاسی سربراہ اسماعیل ہانیہ اور ان کے محافظ نے جام شہادت نوش کرلیا، اسماعیل ہانیہ ایران کے نئے صدر مسعود پزشکیان کی حلف برداری تقریب میں شرکت کے لئے ایران گئے تھے، یہ سفر ان کا آخری سفر بن گیا، پورا عالم اسلام انگشت بدنداں ہے۔ یقین ہی نہیں آتا تھا کہ اسماعیل ہانیہ شہید ہوگئے، لیکن جب پاسداران انقلاب ایران اور حماس کے ذمہ داروں نے بھی اس کی تصدیق کردی تب کہیں جا کر اس دل سوز اور دل خراش خبر پر یقین آسکا، حملہ کی تفصیلات بہت سامنے نہیں آئی ہیں، لیکن اس سے کیا لینا، اسماعیل ہانیہ اپنے رب کی بارگاہ میں پہونچ گئے، قیاس یہی ہے کہ یہ کارروائی اسرائیل کی ہے اور ایران کی ساری ایجنسیاں اس حملہ کو روکنے میں ناکام رہیں، اس طرح اب یہ سوال بھی اٹھنے لگا ہے کہ اسرائیل جب چاہے گا ایران پر حملہ کر کے اسے تباہ کرسکتا ہے، اس لئے کہ جب بہت سارے ملکوں کے سربراہ کی موجودگی اور پاسداران انقلاب کے فوجی مہمان خانہ میں حفاظتی انتظام اس قدر ناقص تھا تو دوسرے موقعوں سے کیا کچھ ہوسکتا ہے، اس کے تصور سے ہی دل کانپ اٹھتا ہے، بعض حلقوں کی طرف سے یہ سوال بھی اٹھ رہا ہے کہ اس حادثہ میں خود ایران کی خفیہ ایجنسی کا تو ہاتھ نہیں ہے۔

اسماعیل ہانیہ کی پہلی نماز جنازہ یکم اگست کو تہران میں ایران کے مذہبی رہنما آیت اللہ علی خامنئی کی امامت میں لاکھوں مجمع میں ادا کی گئی، وہاں سے جسد خاکی کو دوحہ لے جایا گیا اور 2 اگست کو بعد نماز جمعہ ان کی دوسری نماز جنازہ دوحہ کی امام محمد بن عبدالوہاب مسجد میں ادا کی گئی، جس میں لاکھوں کی تعداد میں عوام کے ساتھ فلسطینی اور کئی عرب قائدین شریک ہوئے، اور بانی امام قبرستان میں دفین عمل میں آئی۔

اسماعیل عبدالسلام احمد ہانیہ 29 / جنوری 1963 میں مصر کے مقبوضہ غزہ پٹی کے نشاطی پناہ گزیں کیمپ میں پیدا ہوئے، انہوں نے جامعہ اسلامیہ غزہ سے اپنی تعلیم مکمل کی، عربی زبان وادب میں تخصص کی سند حاصل کی، 1986 میں بی اے کی ڈگری کے حصول کے بعد ایک طویل وقفہ ارض مقدس کی بازیابی کے لیے جدوجہد میں لگایا، 1987 میں حماس کے قیام کے وقت وہ نوجوان بانی رکن کی حیثیت سے اس میں شریک ہوگیے، 1988 میں پہلے انتفاضہ تحریک میں سرگرم شمولیت کی وجہ سے اسرائیلی عدالت نے مختصر مدت کے لیے انہیں قید کی سزا سنائی، 1997 میں حماس کے روحانی رہنما شیخ احمد یسین کے پرنسپل سکریٹری اور دفتر کے سربراہ مقرر ہوئے 2006 سے 2017 تک غزہ میں حماس کے سرگرم رکن کی حیثیت سے کام کیا، 2006 میں فلسطین کے انتخاب میں حماس کے اکثریت حاصل کرنے کے بعد انہیں فلسطینی اتھارٹی کا وزیر اعظم مقرر کیا گیا خالد مشعل کی جگہ 2017 کے انتخاب کے بعد سیاسی امور کے رئیس مقرر ہوئے، 1988 میں حماس کے ذریعہ مزاحمتی تحریک میں شمولیت کی وجہ سے دوسری بار انہیں جیل میں ڈال دیا گیا، 1989 میں تیسری بار ان کی گرفتاری عمل میں آئی اور اسرائیلی عدالت نے تین سال قید کی سزا سنائی، تین سال کی مدت گذرنے کے بعد حماس کے دیگر رہنماؤں کے ساتھ انہیں لبنان کے سرحدی علاقہ مرج الظہور میں جلاوطن کردیا گیا، 1992 کا پورا سال انہوں نے جلاوطنی میں گذارا، 1993 میں اوسلو معاہدہ کے نتیجے میں ان کی غزہ واپسی ہوئی، اس کے بعد وہ خود ہی قطر، ترکی اور دوسرے ممالک میں پناہ گزیں کی حیثیت سے زندگی گذارنے لگے تاکہ آمدورفت کی سہولت حاصل رہے، وہ حماس کے سیاسی قائد اور چیرمین تھے، انہوں نے 27 مارچ 2006ء سے 14 جون 2007 تک وزیر اعظم فلسطین کی حیثیت سے بھی ارض مقدس کی خدمت انجام دی۔

بعد میں محمود عباس نے اس عہدہ سے انہیں ہٹا کر کمان سنبھال لی، ان کے اس عمل کی وجہ سے فلسطین عملی طور پر دو حصوں میں بنٹ گیا، ویسٹ بینک مغربی کنارے پر محمود عباس حکومت کرتے رہے اور غزہ پٹی پر حماس کا رعب اور دبدبہ قائم رہا، 7 اکتوبر 2023 کو حماس نے اسرائیل پر ناقابل یقین حملہ کر دیا، جس کے نتیجے میں جو لڑائی شروع ہوئی وہ اب تک جاری ہے اور ہزاروں کی تعداد میں فلسطین میں عورت، مرد، بچے، حماس کے مجاہدین موت کی نیند سو چکے ہیں، خود اسماعیل ہانیہ کے تین بیٹے، چار پوتے پوتیاں، خاندان کے کم وبیش بیس افراد اور ستر دور کے رشتہ دار شہید ہوچکے ہیں اور بالآخر اسماعیل ہانیہ نے جو حماس کے سیاسی قائد اور اپنے خاندان کے سربراہ تھے جام شہادت نوش کرلیا۔

حماس نے اس بڑے حادثہ کے بعد بھی ہمت نہیں ہاری ہے، اسماعیل ہانیہ کی شہادت کی خبر نے ان کے حوصلے کو مزید بلند کیا ہے اور اسرائیلی سرحد اور غزہ پٹی کے علاقوں میں شدید جنگ جاری ہے، حماس کے لڑاکے اور مجاہدین شہادت کو مطلوب اور مقصود مؤمن سمجھتے ہیں، انہیں یقین ہے کہ جیت گیے تو فاتح اور مار دیے گیے تو شہید کا مقام انہیں ملنے والا ہے، البتہ اسماعیل ہانیہ کی شہادت سے قطر کی وساطت سے ہونے والے جنگ بندی سمجھوتے اور مصالحتوں میں رکاوٹ پیدا ہونے کے امکانات بڑھ گیے ہیں، حماس والے ان حادثات سے گھبراتے نہیں ہیں، ان کی مثال اس عربی شاعر کے خیال کی طرح ہے کہ جب کوئی سردار مرجاتا ہے تو دوسرا سردار اس کی جگہ لینے کو تیار رہتا ہے، اسماعیل ہانیہ نے اپنے خاندان کی شہادت پر کہا تھا کہ ہماری روحیں، ہمارا خون، ہمارے گھر بار ہمارے اہل وعیال سب کچھ قدس کے لیے فدا اور قربان ہیں، انہوں نے اس موقع سے اپنے خطاب میں جو کچھ کہا تھا وہ حوصلہ دلانے کے لیے کافی ہے، انہوں نے کہا تھا: ”گھبراؤ نہیں اے اقصیٰ کے لوگو، مایوس مت ہوا ے فلسطین کے لوگو ثابت قدم رہو، اے عالم اسلام کے غیور لوگو! یہ قربانیوں کا وقت ہے اور ہم کسی بھی قربانی سے پیچھے نہیں ہٹیں گے، اور دنیا نے دیکھا کہ وہ پیچھے نہیں ہٹے۔

چنانچہ ان کی شہادت کے بعد پاپولر فرنٹ فار لبریشن آف فلسطین کے ترجمان محمد الطاہر نے کہا کہ شہید اسماعیل ہانیہ نے فلسطینی کاز کے لیے اپنی سب سے قیمتی چیز دی ہے، ہم شہید بھائی ہانیہ سے کہتے ہیں کہ اچھی طرح سو جاؤ اور فکر نہ کرو، ہمارا وعدہ ہے کہ ہم جدوجہد اور مزاحمت جاری رکھیں گے، چوں کہ یہ واقعہ ایران کی سرزمین پر ایران کے مہمان کے ساتھ ہوا ہے، ایران نے اعلان کیا ہے کہ ہانیہ کے قتل کا بدلہ لینا ایران پر فرض ہے، حماس کے عسکری ونگ عز الدین القسام بریگیڈ نے کہا ہے کہ اسماعیل ہانیہ کا خون رائیگاں نہیں جائے گا، اور ان کے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب لیا جائے گا، چین، جاپان، روس، لبنان، سعودی عرب، ترکیہ، متحدہ عرب امارات اور قطر وغیرہ نے اسے بزدلانہ اور مجرمانہ قتل قرار دیا ہے۔ آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا۔

کتابوں کی دنیا — ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

# یاد مجتبیٰ

حضرت مجتبیٰ حسن عرف چھوٹے راجہ نقشبندی، مجددی، کریمی، منظوری، بن امیر حسن بن زین العابدین بن حاجی لطائف حسین (ولادت ۲۱/ستمبر ۱۹۴۴ء وفات ۸/جولائی ۲۰۲۲ء) پر مولانا محمد عالم قاسمی جنرل سکریٹری آل انڈیا ملی کونسل بہار اور امام وخطیب دریاپور جامع مسجد پٹنہ نے ایک کتاب ”یادِ مجتبیٰ“ مرتب کی ہے، اور اسے پانچ ابواب پر منقسم کیا ہے، پہلا باب مدھوبنی ضلع کی تاریخی، جغرافیائی حیثیت، مشہور دینی تعلیمی ادارے اور وہاں کے چند مرحوم مشاہیر علماء کرام کے ذکر پر مبنی ہے۔ دوسرے باب میں حضرت مجتبیٰ حسنؒ کے سوانحی خاکہ اور ان کی خدمات پر قلم اٹھایا گیا ہے، تیسرے باب میں ان کے اخلاق واطوار، اوصاف وعادات، کشف وکرامت وغیرہ کا ذکر ہے، کرامات اولیاء حق ہیں، اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے، اس میں غلو کی وجہ سے کرامات کے ڈانڈے خدائی اوصاف تک پہونچ جاتے ہیں، مولانا نے جن کرامات کا اس میں ذکر کیا ہے، اس میں اس قسم کے کرامات کے ذکر سے عموماً احتیاط کیا ہے، حالاں کہ کرامات تو خرق عادات عمل کا ہی نام ہے۔

چوتھا باب شمالی بہار میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور شمالی بہار میں اس سلسلہ کے اکابرین کے تذکرے پر مشتمل ہے، جن لوگوں نے مولانا کی تصوف کے موضوع پر لکھی دوسری کتابوں کو پڑھ رکھا ہے ان کو اس باب کے مطالعہ میں ”قند مکرر“ اور ”گاہے گاہے بازخواں“ کا مزہ آئے گا، پانچواں باب تاثرات پر مبنی ہے، جس میں عہد حاضر کے بزرگوں نے حضرت مجتبیٰ حسن عرف چھوٹے راجہ کے بارے میں اپنی رائے پیش کی ہے۔

حضرت مجتبیٰ حسن نقشبندی بزرگ تھے، شاداں فاروقی نے ”نسیم شمال“ میں مجلّہ گورمنٹ سیٹی کالج کراچی جلد اول ۳۵۷ کے حوالہ سے، سلسلہ نقشبندیہ کا بانی حضرت احمد عطا یاسویؒ (م ۵۱۰ھ-۱۱۱۶) کو قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ خواجہ بہاؤالدین نقشبندی (م ۷۹۱-۱۳۸۸ء) نے اس سلسلہ کو فروغ دیا، راقم کی رائے میں ایسی شہرت اس سلسلے کو ان کے عہد میں ملی کہ لوگ ان کو ہی اس سلسلہ کا بانی سمجھنے لگے۔ البتہ یہ موضوع تحقیق طلب ہے۔

ہندوستان میں اس سلسلے کو ترقی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کی توجہ سے ملی، بعد میں ان کے لائق وفائق صاحب زادہ حضرت باقی باللہ (ولادت ۹۷۱ھ-۱۵۶۳ء وفات ۱۰۱۲ھ-۱۶۱۷ء) نے اس سلسلہ کو آگے بڑھایا۔

حضرت مجدد الف ثانی کے وقت سے ہی سلسلہ نقشبندیہ کی ایک شاخ مجددیہ کے نام سے وجود میں آئی اور اسے نقشبندیہ مجددیہ کہا جانے لگا، حضرت مجتبیٰ حسن کے نام کے ساتھ جو مجددیہ لگا ہوا ہے وہ اس بات کی طرف مشیر ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ کی اس شاخ سے ان کا تعلق ہے جو مجددیہ ہے۔

نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ آگے بڑھا اور حضرت مولانا بشارت کریم گڑھولویؒ تک پہونچا تو ان کے مریدین ومتوسلین اپنے کو کریمی کہنے لگے، اس طرح نقشبندیہ سلسلے کے بزرگ حضرت مجتبیٰ حسن کریمی ہوگیے اور چوں کہ حضرت گڑھولوی سلسلہ میں حضرت حاجی منظور صاحب مصرولیا کے واسطے سے داخل ہوئے تو ایک اور لفظ منظوری کا اضافہ ہوگیا، یہ بتانے کے لیے کہ حضرت مجتبیٰ حسن، حاجی منظور صاحب سے بیعت تھے، اس لیے مولانا محمد عالم قاسمی نے انہیں ”منظوری“ بھی لکھا ہے، لیکن یہ سب اصلاً نقشبندیہ کی شاخیں نہیں ہیں، شاخ صرف نقشبندیہ مجددیہ ہے، کیوں کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے نقشبندیہ سلسلہ میں بھی بہت سارے اصلاحی کام کیے، اس سلسلے کے بزرگان دین ”وحدت الشہود“ کے قائل ہیں، جو لوگ وحدۃ الوجود کے قائل تھے، انہوں نے اس عقیدہ کو مضبوط دلائل سے رد کیا اور ثابت کیا کہ وحدۃ الوجود کا عقیدہ مذہب اور عقل دونوں کے منافی ہے، انہوں نے اس سلسلہ میں تصور شیخ اور موسیقی کو روحانی غذا کے طور پر استعمال کرنے کی بھی تردید کی، ان اصلاحی کاموں کی وجہ سے ہی نقشبندیہ کی ایک شاخ مجددیہ وجود میں آئی اور اصلا سلسلہ کی یہی ایک شاخ ہے۔

مولانا محمد عالم قاسمی کا رجحان بڑھتی عمر کے ساتھ تصوف کی طرف بڑھ رہا ہے، قلبی رجحان طبعی رجحان بن جائے تو مطالعہ میں بھی گہرائی اور گیرائی آتی ہے، مولانا محمد عالم قاسمی کی کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، اور کئی آیا ہی چاہتی ہیں، کتابوں میں تصوف کے موضوع پر تصوف کا ایک اجمالی جائزہ چھپ کر مقبول ہوچکی ہے، حیات مولانا بشارت کریم گڑھولویؒ اور یادِ مجتبیٰ طباعت کے لیے پریس جانے کو تیار ہے۔

میں نے یہ چند جملے ”یادِ مجتبیٰ“ پر اس امید میں لکھے ہیں کہ شاید ان کے کچھ فیوض وبرکات میرے حصے میں بھی آجائیں، عربی شاعر کا مشہور شعر ہے۔

احب الصالحین ولست منهم
لعل الله یرزقنی صلاحا

Scanned with CamScanner

# حکایات اهل دل

✍: مولانا رضوان احمد ندوی

**دعاء کا اثر**: حافظ ابن حجر عساکر نے اپنی کتاب میں ایک بڑا ہی عجیب واقعہ نقل کیا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ ایک آدمی خچر پر لوگوں کو بیٹھا کر دمشق زیدانی لے جایا کرتا تھا اسی کرایہ پر اس کی زندگی بسر ہوتی تھی، ایک بار ایک اجنبی شخص نے میرے خچر کو کرایہ پر لیا میں نے اُسے سوار کرایا اور لے کر چلا ایک جگہ جہاں دوراہا تھا، وہاں پہونچ کر اس نے کہا کہ اس راہ پر چلو چونکہ یہ راہ میرے لیے اجنبی تھی اس لیے میں نے معذرت کی کہ اس راہ سے میں واقف نہیں ہو، سوانے کہا کہ میں اچھی طرح واقف ہوں، بہت نزدیک راستہ ہے، میں اس کے کہنے سے اسی راستہ پر چلنے لگا تھوڑی دور پہونچ کر ایک لق ودق میدان دیکھا جگہ جگہ لاشیں پڑی ہوئی تھیں، سامنے خوفناک جنگلات کا سلسلہ دور تک چلا گیا تھا، یہاں پہونچ کر اُس نے کہا کہ مجھے یہاں سواری سے اُتار دو، میں نے سواری کی باگ تھام لی، وہ شخص اتر پڑا اور اتر کر اپنے تہہ بندرانوں تک چڑھالیا اور چھری نکال لی اُس کے خطرناک ارادہ کو بھانپ کر میں بھاگنے لگا اُس نے تعاقب کیا اور مجھے پکڑلیا، میں نے ہزار منت سماجت کی، لیکن وہ کسی طرح مجھے معاف کرنے کے لیے تیار نہ ہوا میں نے اس سے عاجزانہ درخواست کی کہ یہ میرا سارا اثاثہ لے کر میری جان بخش دے، لیکن اُس نے ایک نہ سُنی اور میری جان کے درپے رہا بالآخر میں نے اس سے آخری التجا کی کہ مجھے دو رکعت نماز ادا کرنے کی مہلت دے دے، اُس نے مجھے مہلت دے دی، اب نماز میں نے شروع کردی، لیکن مارے خوف کے حواس قابو میں نہ رہے، الفاظ زبان سے نہ نکل سکے، یوں ہی دہشت زدہ کھڑا رہا کہ اچانک یہ آیت میری زبان پر آگئی: ''اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَكْشِفُ السُّوْٓءَ'' (نمل: ٦٢) یعنی خدا ہی ہے جو بےقراروں کا بےقراری میں اُن کی دعائیں سنتا اور قبول کرتا ہے، اس آیت کریمہ کا جاری ہونا تھا کہ میں نے دیکھا کہ بیچوں بیچ جنگل سے ایک تیز سوار نمودار ہوا جس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا، بڑی تیزی سے وہ ہماری طرف بڑھتا چلا آرہا تھا اور بغیر کچھ کہے اس ڈاکو کے پیٹ میں اُس کو پیوست کردیا جو جگر کے آر پار ہوگیا، ڈاکو نے وہیں دم توڑ دیا، سوار جب جانے لگا تو میں سامنے آگیا اور اُن سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اُس نے کہا کہ میں اُن کا فرستادہ ہوں جو بےکسوں کی فریاد اور مظلوموں کی آہ سُنتا ہے۔
میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور اپنا مال واسباب لے کر صحیح سالم واپس آگیا۔ (تاریخ ابن عساکر)

**یقین، قبولیت دعاء کے لیے شرط ہے**: امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ ایک بار حضرت عبداللہؓ بن مسعود بیمار ہوئے اور امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ عیادت کے لیے تشریف لائے اور پوچھا کہ ماتشکی؟ آپ کو کیا شکایت ہے؟ فقال ذُنُوْبِی فرمایا گناہوں کے بوجھ کی تکلیف ہے، فرمایا: ماتشتهی؟ یعنی آپ کی خواہش کیا ہے، فرمایا بس رحمت خداوندی کی ضرورت ہے، پوچھا کہ کوئی طبیب وحکیم علاج کے لیے بھیج دوں؟ فرمایا کہ میرے لیے طبیب کامل حق تعالیٰ ہی ہے اور وہی شفا بھی دے سکتا ہے، پھر حضرت عثمانؓ نے سوال کیا کہ کیا آپ کے لیے کچھ عطیہ اور وظیفہ روانہ کردوں؟ فرمایا بس اس کی ضرورت نہیں، حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ آپ کو ضرورت نہ ہوئی تو آپ کی صاحبزادیوں کے کام آئے گا، حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: ''کیا آپ میری بچیوں کے لیے محتاج ہونے کا خطرہ محسوس کرتے ہیں تو سنیے! ایسا کبھی نہ ہوگا کیونکہ میں نے سب بچیوں کو حکم دے رکھا ہے کہ وہ ہر شب سورۂ واقعہ پڑھ لیا کریں، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاصیت کے سلسلہ میں یہ بات خود سنی ہے کہ جو شخص رات میں سورۂ واقعہ پڑھے گا وہ ہرگز فاقہ زدہ نہ ہوگا''۔ (تہذیب الاسماء:۱)

اس واقعہ کی روشنی میں معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کامل ایمان ہوتے تھے آج بھی اس یقین واعتماد کی ضرورت ہے، یقین کی محرومی بڑی بدنصیبی ہے۔

دعاؤں کے پڑھنے والے اس طرح کے یقین وتوکل علی اللہ سے کام لیں اور اس کو دنیوی تدابیر کی طرح ایک باطنی وروحانی تدابیر ووسیلہ سمجھیں تو خدا ایسے مخلصین کی دعائیں کبھی رائیگا نہیں کرے گا۔

**امام احمد ابن حنبلؒ کا واقعہ**: جب خلق قرآن کا مسئلہ اٹھا تو حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے حق کا اعلان کیا یہ زمانہ مامون رشید کا تھا، امام صاحب نے فرمایا کہ کلام اللہ مخلوق نہیں ہے، بلکہ وہ صادر من اللہ ہے، اس پر امام صاحب کو جیل بھیجا گیا اور جیل میں بڑے بڑے مظالم ان پر کئے گئے، یہاں تک روزانہ اسّی کوڑے مارے جاتے تھے، کپڑے نکلوادیتے تھے اور اسّی کوڑے مارتے تھے، آپ کا بدن لہولہان ہوجاتا، اگلے دن پھر اسی طرح سے کیا جاتا، اسی طرح جیل میں ایک عرصہ گزر گیا اور امامؒ کی شان یہ تھی کہ جب پہلا کوڑا پڑتا تو آپ کہتے بسم اللہ اور جب دوسرا کوڑا پڑتا تو کہتے اللہ اکبر اور جب تیسرا کوڑا پڑتا تو فرماتے القرآن کلام اللہ، غیر مخلوق، غیر مخلوق اور کہتے کہتے بے ہوش ہوجاتے۔ ایک دن لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت آپ روزانہ جیل میں مصیبت اٹھارہے ہیں اور تعلیم وتدریس وافادہ کا بالکل کام بند ہوگیا ہے اور فیضان ختم ہوگیا آپ کوئی لفظ ذومعنی بطور توریہ کے فرمادیں، تاکہ یہ مصیبت دور ہوجائے اور تعلیم دین کا سلسلہ پھر چالو ہوجائے۔

امام صاحب نے فرمایا کہ جیل کے باہر جاکر دیکھو کیا ہورہا ہے جب وہ لوگ باہر گئے تو دیکھا لاکھوں آدمی قلم ودوات لئے ہوئے جیل کے اردگرد پڑے ہوئے ہیں کہ جو امام صاحب فرمائیں گے، ہم اسی کو اپنا مذہب بنائیں گے، تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں توریہ کرکے جان بچالوں تو یہ سمجھ جائیں گے کہ کلام اللہ کے غیر مخلوق ہونے کا میں نے اقرار کرلیا ہے تو میری جان تو بچ جائے گی لیکن لاکھوں کا ایمان چلا جائے گا اور میری جان اتنی عزیز نہیں ہے جتنا ان کا ایمان عزیز ہے تو میں اپنی جان کی وجہ سے ان کا ایمان کیسے خراب کروں گا۔

بالآخر وہ کوڑے کھاتے رہے لیکن مدت کے بعد جب مامون الرشید تائب ہوا تو وہ جیل سے چھوٹ گئے اور پھر تعلیم وتعلم کے مسئلے میں لگ گئے اور بعد میں آپ کا انتقال ہوا۔

بعض بزرگوں نے آپ کو خواب میں دیکھا تو معلوم کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ آپ نے فرمایا کہ عرش کے سامنے ایک کرسی بچھائی گئی اور مجھ کو اس پر بٹھایا گیا اور فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ ان کے اوپر قیامت تک موتی نچھاور کرتے رہو۔

**مامون الرشید کا تائب ہونا**: اس کا اثر مامون پر خود پڑا، مؤرخین لکھتے ہیں کہ آخر عمر میں مامون تائب ہوگیا اور بہت نادم تھا کہ بلاوجہ ہمارے ہاتھ سے ہزاروں ناحق خون ہوئے حتیٰ کہ جب اس کی موت کا وقت آیا ہے تو اس نے کہا کہ مجھے اس تخت شاہی سے اتار کر مٹی کے اوپر ڈال دو اور اس پر کوئی کپڑا بھی نہ رکھو، مرتے دم اس کا یہ کلمہ تھا کہ ''یامن لایزال ملکه، ارحم من زال ملكه'' اے وہ ذات جس کا ملک کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے، رحم کر ایسے شخص پر جس کا ملک ختم ہونے والا ہے، تو تواضع وانکسار اخیر عمر میں پیدا ہوگئے تھے اور اس میں ندامت کے آثار بھی نمایاں ہوئے اور وہ تائب بھی ہوا۔

**سزا وجزا**: خلیفہ ہارون الرشید عباسی کے دربار میں ایک شخص پیش ہوا اس نے اپنا کمال دکھانے کے لئے صحن کے وسط میں ایک سوئی گاڑدی اور دور جاکر دوسری سوئی پھینکی، یہ سوئی گڑی ہوئی سوئی کے ناکے میں پہنچ گئی، لوگوں نے خوب داد دی ہارون الرشید نے حکم دیا کہ اسے ایک دینار انعام دیا جائے اور دس دُرّے مارے جائیں، لوگوں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگے اس کی ذہانت اور مشاقی قابل دید تھی لیکن اس نے اپنا ذہن فضول کاموں میں صرف کیا اس لئے یہ سزا کا مستحق ہے۔

**بے نماز**: ایک شخص جنگل سے گذر رہا تھا کہ شیطان اس کے ساتھ ہولیا، اس شخص نے نہ تو نماز فجر پڑھی، ظہر نہ عصر کی اور نہ ہی مغرب وعشاء کی نماز ادا کی، رات کو جب سونے کا وقت ہوا تو شیطان نے اس سے کہا کہ میں تم سے دور رہنا چاہتا ہوں، اس نے کہا کیوں؟ تو شیطان بولا! اس لئے کہ میں نے صرف ایک سجدہ نہ کیا تھا اور وہ بھی آدمؑ کو اور تونے تو دن بھر میں کئی سجدے خدا کو نہیں کئے تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ جب ایک سجدہ کے نہ کرنے سے مجھ پر لعنت کا عذاب بھیج دیا گیا ہے تو تجھ پر اتنے سجدے نہ کرنے سے خدا جانے کیا دردناک عذاب نازل ہو جس میں کہیں میں بھی مارا نہ جاؤں۔ (درۃ الناصحین:۲۷۹)

**ملنا جلنا، کھانا، پینا سبھی ہو، اللہ کے لئے**: شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک بزرگ دریائے جمنا کے کنارے رہتے تھے، ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا، جی دریا کے دوسرے کنارے میرا ایک کام ہے، لیکن دریا کے اندر طوفان بہت ہے، جس کی وجہ سے کشتی کے ذریعے جانا مشکل ہے، اب میں کیا کروں؟ انہوں نے فرمایا: جاؤ اور دریا کے کنارے کھڑے ہوکر کہہ دو کہ تجھے اس شخص کی طرف سے پیغام ہے جس نے کبھی اپنی بیوی کے ساتھ محض نفس کی لذت کی خاطر ہمبستری نہیں کی اور نہ کبھی کھانا کھایا ہے، کہ تم مجھے راستہ دے دو، اب وہ بندہ تو یہ سن کر چلا گیا اور جاکر دریا کو وہی پیغام دیا، دریا کی طغیانی کم ہوگئی اور اس شخص نے آرام سے دریا پار کرلیا۔

ادھر بیوی صاحبہ نے بھی شوہر کی یہ بات سن لی تھی اور ماشاء اللہ سات بچے بھی تھے، وہ بڑی تلملائی کہ یہ عجیب ہے مجھے رسوا کررہا ہے، وہ بزرگ جب اپنے گھر میں آئے تو وہ آگے غصے سے بھری بیٹھی تھی، کہنے لگی کہ یہ جو تو کھا کھا کر موٹا ہورہا ہے، اس کو تو تو جان اور تیرا خدا لیکن یہ بتا کہ تونے جو میرے ساتھ کبھی ملاقات نہیں کی تو یہ سات بچے کہاں سے ہوگئے۔ اس پر انہوں نے اس کو وضاحت کے ساتھ بات سمجھائی کہ دیکھ میں نے جب بھی کھانا کھایا، ہمیشہ اس نیت سے کھایا کہ اللہ رب العزت کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ تیری جان کا تجھ پر حق ہے، اس لئے اپنی جان کا حق ادا کرنے کے لئے کھانا کھایا نفس کی لذت کی وجہ سے کبھی نہیں کھایا، اسی طرح اگرچہ میں سات بچوں کا باپ ہوں مگر بیوی سے ملاقات کرتے ہوئے میرے دل میں ہمیشہ یہ نیت ہوتی تھی کہ شریعت نے مجھے بیوی کے حقوق عائد کئے ہیں، لہٰذا میں اپنی بیوی کا حق ادا کررہا ہوں، میرا مقصد فقط نفس کی لذت اور اپنی خواہشات کو پورا کرنا نہیں ہوتا تھا، اگرچہ میں نے اتنی بار اس کا حق ادا کیا مگر یہ ایسے ہی تھا جیسے میں نے اپنے لئے کیا ہی نہیں۔ (خطبات ذوالفقار)

**شدت بھوک میں بھی ترک اخلاص گوارہ نہیں**: احمد بلگرامیؒ ایک دن وضو کررہے تھے، وضو کرنے کے بعد جب اٹھے تو نقاہت اور کمزوری کی وجہ سے نیچے گر گئے، جو شاگرد وضو کروا رہا تھا، اس نے پوچھا، حضرت! کیا ہوا ان کی زبان سے نکل گیا، میں تین دن سے فاقے سے ہوں، اس کمزوری کی وجہ سے چکر آیا اور میں گر گیا، وہ شاگرد ان کو چھوڑ کر کھانا لینے چلا گیا، کھانا لاکر اس نے عرض کیا، حضرت! کھانا کھالیجئے، حضرت نے فرمایا، میں یہ کھانا نہیں کھاؤں گا، اس نے پوچھا، کیوں؟ فرمایا: اس لئے کہ جب میں نے تمہیں بتادیا کہ میں تین دنوں سے فاقے سے ہوں اور تم چلے گئے تو میرے دل میں خیال آیا کہ ممکن ہے کہ تم کھانے کی کوئی چیز لے کر آؤ گے، یہ جو طمع مخلوق کے ساتھ ہے، اس کو اشرافِ نفس کہتے ہیں، یہ بھی ماسوا کے ساتھ طمع ہے، میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا اور میں اپنی امیدیں فقط اللہ کے ساتھ رکھتا ہوں، چنانچہ انہوں نے کھانا کھانے سے انکار کردیا، مگر وہ شاگرد بھی اتنا ہونہار تھا کہ جب حضرت نے انکار کردیا، تو کہنے لگا، حضرت! اچھا آپ کھانا نہیں کھاتے تو میں کھانا لے جاتا ہوں، وہ کھانے لے کر چلا گیا، وہ پانچ دس منٹ نظر سے اوجھل رہا اور اس کے بعد پھر واپس آگیا اور عرض کرنے لگا، حضرت! اب تو آپ کے دل سے طمع ختم ہوگئی ہے، اب میں دوبارہ کھانا لے آیا ہوں، آپ قبول فرمالیں، اب حضرت نے وہ کھانا قبول فرمالیا... پتہ چلا کہ ہمارے مشائخ ہر کام اللہ رب العزت کی رضا کے لئے کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ بندے کی نیت کے مطابق معاملہ فرمادیتے ہیں۔ (خطبات ذوالفقار:۹۵/۱۲)

**ریا سے مٹ جاتے ہیں اجر وثواب**: ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامیؒ نے سورۃ ''طٰه'' کی تلاوت کی، رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک قرآن مجید ہے، جس کے اوپر سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے، انہوں نے خواب میں بھی سورہ طٰہٰ پڑھی وہ بڑے خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں میرے نامہ اعمال میں سورۃ ''طٰه'' کی تلاوت کا اجر لکھ دیا گیا ہے۔
جب شوق سے دیکھ رہے تھے تو ایک صفحہ پر دیکھا کہ درمیان میں سے کچھ آیتوں کی جگہ خالی ہے، وہ خواب میں ہی بڑے حیران ہوئے کہ یہ جگہ خالی کیوں ہے، سوچتے رہے، سوچتے رہے، بالآخر اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور خواب میں ہی یہ خیال آیا کہ ہاں جب میں تلاوت کررہا تھا تو اس وقت ان آیات کی تلاوت کرتے وقت ایک واقف بندہ میرے قریب سے گزر رہا تھا اور میرے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ یہ بندہ میری تلاوت سن کر خوش ہوگا، بس دل میں اتنے سے خیال کے پیدا ہونے پر اللہ تعالیٰ نے ان آیات کی تلاوت کے اجر سے محروم فرمادیا کہ دل میں یہ خیال کیوں پیدا ہوا کہ یہ بندہ تلاوت سن کر خوش ہوگا۔ (خطبات ذوالفقار:۱۷۰/۱۲)

Scanned with CamScanner

# اسلامی تعلیم اور ہماری ذمہ داریاں

مولانا عبدالباسط ندوی (سکریٹری المعہد العالی امارت شرعیہ)

اسلام ایک عالم گیر مذہب ہے وہ دین و دنیا کی جامع ہے، اس کی نگاہ میں احکام الٰہی کے مطابق زندگی گزارنا اور حقوق و فرائض کی ادائیگی میں اسی کے حکم کو مدنظر رکھنا دین ہے چاہے ان حقوق و فرائض کا تعلق بظاہر دنیا سے ہو یا دین سے، وہ دین و دنیا دونوں کو یکساں طور پر اہمیت دیتا ہے اسی لئے تو اس میں دین و دنیا دونوں کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونے کی تلقین کی اور ہمیں یہ دعا سکھائی، ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار (البقرة:۲۰۱) اے ہمارے پروردگار دنیا میں ہم کو بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہم کو آتش دوزخ کے عذاب سے بچا ''غرض اسلام نے روح کے ساتھ جسم کی ضروریات کا بھی لحاظ رکھا ہے اور ایسی نفس کشی سے منع کیا ہے جس سے جسم کے حقوق کی پامالی ہوتی ہو۔ (دین رحمت ۴۴)

چنانچہ اسلام ایک ایسا نظام حیات دیتا ہے جسے اختیار کر کے انسان دنیا کے سارے معاملات کو انجام دینے کے ساتھ اپنے اصل مقصد اخروی زندگی تک پوری سلامتی اور عزت و برتری کے ساتھ اپنی تمام منزلیں طے کر لیتا ہے، وہ اس کے لئے ہماری فکر و نظر کو ایک ایسے راستے پر لگانا چاہتا ہے جسے اختیار کر کے ہم کبھی بھی ذلت و مسکنت اور بیچارگی و کسمپرسی کے شکار نہیں ہو سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس راستہ کی نشاندہی کرتے ہوئے حجۃ الوداع کے موقع پر اس وقت کے مسلمانوں کے سب سے بڑے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا تـــرکـــت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب اللّٰه وسنتی (میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے بے راہ نہیں ہو سکتے ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری طرز زندگی۔)

اسلام کا پورا نظام اسی کتاب و سنت کے دائرہ میں اپنے وسیع مفہوم کے ساتھ گردش کرتا ہے امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں کہ: ''اسلام کے نظم شریعت میں دین و دنیا کی تقسیم نہیں ہے، اسلام نے شریعت الٰہی کو نوع انسانی کی تمام سعادت و ہدایت کا کفیل و سرچشمہ قرار دیا ہے اور مسلمانوں کی سیاسی علمی، اخلاقی، قومی و مدنی زندگی کی بنیاد صرف ایک ہی حقیقت جامعہ پر ہے یعنی شریعت اسلامیہ اور کتاب و سنت پر'' (خطبات آزاد:۱۱)

مرشد و مربی استاذ محترم حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: ''جو شریعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی وہ آخری زمانہ تک جاری رہنے والی شریعت قرار دی گئی ہے، اور عالمی سطح پر ہر علاقہ، ہر ملک کے لوگوں کے لئے یکساں رکھی گئی ہے، اس بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء والرسل قرار دیا گیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو ایسی مکمل شریعت بنایا گیا ہے جس میں اب کوئی ترمیم نہیں ہونا ہے، اور شریعت الٰہی کی حفاظت و بقا اسی شریعت میں رکھی گئی ہے، اس لئے اس سے واقف ہونا اور اپنی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالنا لازم قرار دیا گیا ہے۔ (رہبر انسانیت:۱۳۲)

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی تحریر فرماتے ہیں: ''نبوت محمدی کا عظیم اور ناقابل فراموش احسان اور ایک گرانقدر تحفہ، دین و دنیا کی وحدت کا تصور اور یہ انقلاب انگیز تلقین ہے کہ یہ کوئی حقیقی اختلاف نہیں، محض اصطلاح کا اختلاف ہے، اور قدیم درسی زبان میں ''نزاع لفظی'' ہے۔ انسان کے اعمال و اخلاق اور ان سے پیدا ہونے والے نتائج کا اصل انحصار، انسان کی ذہنی کیفیت، عمل کے محرکات اور اس کے مقصد پر ہے۔ جس کو اسلام کے دین و شریعت کی زبان میں ''نیت'' کے ایک مفرد وسادہ لیکن نہایت بلیغ و عمیق لفظ میں ادا کیا گیا ہے، اس کے نزدیک نہ کوئی چیز ''دنیا'' ہے اور نہ کوئی چیز ''دین'' اس کے نزدیک اللہ کی رضا کی طلب، اخلاص اور اس کے حکم کی تعمیل کے جذبہ و ارادہ سے بڑے سے بڑا دنیاوی عمل یہاں تک کہ حکومت، جنگ، دنیاوی نعمتوں سے تمتع، نفس کے تقاضوں کی تکمیل، حصول معاش کی جدوجہد، جائز تفریح طبع کا سامان، ازدواجی و عائلی زندگی، سب اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے، تقرب الی اللہ کا ذریعہ، اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب ولایت تک پہنچنے کا وسیلہ اور خالص دین بن جاتا ہے، اس کے برخلاف بڑی سے بڑی عبادت، اور دینی کام جو رضاء الٰہی کے مقصد اور اطاعت کے جذبہ سے خالی ہو (حتی کہ فرض عبادتیں، ہجرت و جہاد، قربانی و سرفروشی اور ذکر و تسبیح) خالص دنیا اور ایسا عمل شمار ہوگا جس پر کوئی ثواب اور اجر نہیں ہے۔'' (نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم:۶۳۹)

مولانا شاہ معین الدین احمد ندویؒ تحریر فرماتے ہیں: ''اسلام سے پہلے سارے مذاہب قومی تھے یعنی کسی خاص قوم کی اصلاح و ہدایت کے لئے آئے تھے ان میں عالمگیریت نہ تھی، اسلام پہلا مذہب ہے جو سارے عالم کی ہدایت و رہنمائی کے لئے آیا جس میں اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل ہو، قرآن مجید میں ارشاد ہے: وما أرسلناک إلا کافة للناس بشیرا و نذیرا ولکن اکثر الناس لا یعلمون (سبا:۲۸) اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کو سارے لوگوں کے لئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا، لیکن اس بات کو اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔) ایک دوسری آیت میں ہے: قل یایها الناس انی رسول اللّٰه الیکم جمیعا الذی له ملک السمٰوات والارض (الاعراف:۱۵۸) (اے نبی کہہ دیجیے میں تم سب لوگوں کی طرف اسی اللہ کا بھیجا ہوا ہوں جس کے لئے آسمان و زمین کی سلطنت ہے۔) حدیث نبوی میں ہے: کان کل نبی یبعث إلی قومه خاصة وبعثت إلی کل أحمر وأسود (مسلم: باب المساجد) ہر نبی اپنی خاص قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں تمام سرخ و سیاہ قوم کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (دین رحمت صلی اللہ علیہ وسلم:۱۰۸) اسلام کی اسی ابدیت و ہمہ گیریت کو عام کرنے کے لئے شروع سے جو وسائل اختیار کئے گئے ہیں اس میں تعلیم و تعلم کو مرکزیت حاصل رہی ہے چنانچہ خود قرآن کی پہلی وحی اسی سلسلہ میں نازل ہوئی اور حکم ہوا اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الإنسان من علق اقرأ وربک الأکرم الذی علم بالقلم علم الإنسان مالم یعلم (العلق:۱-۵) اپنے پروردگار کے نام سے پڑھو جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کے منجمد لوتھڑے سے پیدا کیا، پڑھو اور تمہارا پروردگار خوب نوازنے والا ہے، جس نے قلم کے ذریعہ سکھایا، انسان کو وہ علوم عطا کئے جس سے وہ ناواقف تھا۔) دوسری جگہ ارشاد ہے۔ الرحمٰن علم القرآن خلق الإنسان علمه البیان (الرحمٰن:۱-۴) (وہ سراپا شفقت و رحمت ذات جس نے قرآن سکھایا، انسان کو بنایا اور اس کو قوت گویائی عطا کی۔)

اس تعلیم و تعلم کو نبوت کے پورے سلسلہ میں اہمیت حاصل رہی ہے چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کو زرہیں بنانے کی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا: ان اعمل سابغات وقدر فی السرد واعملوا صالحا (السبا:۱۱) (مکمل زرہیں بناؤ اور اس کی کڑیاں ٹھیک ٹھیک اندازے کے مطابق تیار کرو اور عمل صالح اختیار کرو۔) حضرت نوح علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا: فأوحینا إلیه ان اصنع الفلک بأعیننا ووحینا (المؤمنون:۲۷) (پس ہم نے ان کے پاس حکم بھیجا کہ کشتی ہماری نگرانی اور حکم سے تیار کرو) اور ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کو تو اللہ تعالیٰ نے سارے علوم و فنون سکھلا کر ہی بھیجا۔ وعلم آدم الأسماء کلها (البقرة:۳۱) (اور اللہ نے آدم علیہ السلام کو اسم سکھلا دیے کل کے کل) حضرت مولانا عبدالماجد دریابادیؒ لفظ اسماء کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''کہ اسم کا مفہوم عربی میں اردو کے نام سے کہیں زیادہ وسیع ہے، اسم وہ ہے جس کے ذریعہ سے کوئی چیز جانی جائے، پہچانی جائے اور یہ شناخت ممکن نہیں جب تک اعراض، خواص۔ آثار کا علم بھی ساتھ نہ ہو...... اسم کے ساتھ اگر مسمی کا علم نہ ہوا تو اسم محض ایک آواز کانوں تک رہے گی اور ذہن کے سامنے کوئی مفہوم نہ پیدا ہوگا۔ مزید لکھتے ہیں ''کلها'' کی تصریح سے ذہن اسی طرف منتقل ہوتا ہے کہ تکوینی سلسلہ میں معرفت اشیاء، ساری کی ساری انسان کو ہو کر رہے گی چنانچہ دنیا کے تمام علوم و فنون اسی ''علم آدم الأسماء کلها'' کی تشریح و توضیح، اس کی شاخیں و کرنیں، برگ و بار اور پھل و ثمر ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام میں علم کی اسی اہمیت و حقیقت کے پیش نظر اپنے کو معلم بتایا اور فرمایا: ''إنما بعثت معلما'' (بلاشبہ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔) ایک موقع پر آپ نے فرمایا: ''بلغوا عنی ولو آیة'' میری جانب سے لوگوں کو پہنچاؤ چاہے مختصر ہی کی بات کیوں نہ ہو) اور قرآن کریم نے تو آپ کے فرض منصبی میں تعلیم کتاب و حکمت کو شامل کیا ہے، ارشاد ہے: هو الذی بعث فی الأمیین رسولاً منهم یتلو علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة (الجمعة:۲) (وہی ذات وہ ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو پاک کرتے ہیں اور ان کو کتاب اور دانشمندی کی باتیں سکھلاتے ہیں) غرض اسلام کی توجہ تعلیم و تعلم پر شروع سے رہی، مسجد نبوی میں صفہ اور اس سے قبل مکہ میں ''دار ارقم'' اس کی بنیادی اینٹ ثابت ہوئی جس پر پورے اسلامی معاشرہ کی تعمیر و تشکیل ہوتی رہی۔

خلفائے راشدین اور بعد کے خلفاء و امراء نے بھی علم کو اہمیت دی اور اس کے فروغ کے لئے کام کرتے رہے علم پروری و علماء نوازی سے کوئی عہد خالی نہیں رہا جبکہ یورپ میں ایسا زمانہ بھی گزرا کہ اہل علم و تحقیق کو قید و بند کی صعوبتوں سے لے کر تختہ دار تک لٹکنا پڑا، انہوں نے علوم و فنون کے میدان میں بہت بعد میں قدم رکھا اور اس سلسلہ میں مسلمانوں کو ہی اپنا مقتدا و پیشوا بنایا، راجر بیکن جسے انگلستان میں بابائے سائنس سمجھا جاتا تھا، عربوں کا شاگرد تھا اور وہ اپنے شاگردوں سے کہا کرتا تھا کہ صحیح علم حاصل کرنا ہے تو عربی پڑھو۔ (علوم القرآن: از صبحی صالح ترجمہ: غلام احمد حریری) اس سے معلوم ہوا کہ اسلام نے دین اور علم دنیا کی کوئی تفریق و تقسیم نہیں کی، علم دین مقصد زندگی ہے اور علم دنیا مقصد تک پہونچنے کا ذریعہ ہے، لہٰذا ہر علم کو حاصل کیجئے۔

## تحمل و بردباری

طبیعت کے خلاف ناگوار باتوں کو برداشت کرنا اور غصہ کو پی جانا اللہ کو بہت پسند ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (۱) جو غصہ کو روکے گا اللہ اس سے اپنا عذاب روک لے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے سینہ کو امن اور ایمان سے بھر دے گا (۲) جو غصہ کو دبائے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اختیار دیں گے کہ جنت کی حوروں میں سے جسے چاہے اپنے لئے اختیار کرے (ماخوذ از ''آج کا سبق'')

# ماہِ صفر المظفر اور ہمارا طرزِ عمل

مفتی عبدالقادر ندوی

ایک مسلمان کو اللہ رب العزت سے سچی و پکی محبت ہونی چاہئے اور اس محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ کو خالق و مالک اور مختارِ کل ماننا چاہئے، صرف وہی اکیلا نفع ونقصان کا مالک ہے، اُسی کے قبضۂ قدرت میں زمین وآسمان کی بادشاہت ہے، زندگی اُسی نے دی، موت بھی اُسی کے حکم سے آتی ہے، وہی بیماری دیتا ہے اور شفا بھی اُسی کے پاس سے آتی ہے، وہی روزی دینے والا ہے اور تنگدستی وفقر وفاقہ بھی وہی بھیجتا ہے، الغرض تمام جہانوں کا وہی مالک ہے اور سب کچھ اُسی کے حکم سے ہوتا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے لیکن پھر بھی آج ہمارے درمیان ایسی بہت سے باتیں بلکہ عقائد رائج ہیں جو اس عقیدۂ توحید کے خلاف ہے، مثلاً راستہ میں بلی کا گذر جانا، کسی کا ہمیں ٹوک دینا، پرندہ کا بولنا، ہم اچھا نہیں سمجھتے ہیں، اسی طرح اسلامی سال کا دوسرا مہینہ صفر المظفر کو منحوس سمجھا جاتا ہے، خاص کر اس کے شروع کے ۱۳/دن بڑے بدشگون مانے جاتے ہیں، اِن میں کوئی خوشی کا یا اچھا کام نہیں کیا جاتا ہے، شادی یا منگنی یا تاریخ وغیرہ کو طئے نہیں کیا جاتا ہے، حالانکہ اس کو اسلام نے ''مظفر'' یعنی کامیابی والا قرار دیا ہے، اصل میں زمانۂ جاہلیت میں اس مہینہ کو اس لئے نحوست والا مانا گیا کہ اس میں اُس دور میں فتنے، وبائیں، امراض، مصائب وحادثات واقع ہوئے تھے، اسی لئے ہمیشہ اس مہینے کو ناکامی ونامرادی کا مہینہ قرار دیا گیا، جو اسلامی عقائد کے خلاف ہے، چنانچہ بخاری شریف کی روایت میں آپؐ نے فرمایا: ماہِ صفر میں بیماری، بدشگونی، شیطانی پکڑ اور نحوست کے کوئی اثرات نہیں ہیں، لہٰذا ماہِ صفر کو میں منحوس مہینہ سمجھنا، اس کو بدشگون مان کر کوئی اچھا کام نہ کرنا، یہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کے خلاف بات ہے کیونکہ ہمارا ایمان ہے: ''ہم تقدیر پر ایمان لائے کہ اچھی اور بری اللہ ہی کی طرف سے ہے''۔

ہم مسلمانوں میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو زبان سے توحید کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر اپنے اعمال وخیالات میں مشرکانہ اعمال اور عقائد بھی شامل کر لیتے ہیں اور شرک اور ایمان ایک ساتھ نہیں جمع ہو سکتے ہیں، خود قرآن مجید میں ایسے مشرکانہ ایمان کا ذکر کیا ہے: ''اُن میں سے اکثر لوگ اللہ کو مانتے ہیں مگر اس کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں'' (سورہ یوسف:۱۰۶) اِسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کے ستر ہزار لوگ بلا حساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو منتر نہیں کراتے، جانور کو نہیں داغتے، بدشگونی نہیں کرتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

لہٰذا ہمیں اپنے ایمان کی حفاظت کرنا ہے، اپنے اعمال کی جانچ کرتے رہنا ہے اور صحیح عقیدہ اور سالم ومکمل ایمان بچا کر اس دنیا میں رہنا ہے اور یہاں سے جانا ہے، یہی اسلامی تعلیمات اور ہمارے نبیؐ کی سنتیں ہیں، اس لئے ہمیں ہر چیز اور ہر کام اللہ تعالیٰ سے ہونے کا یقین رکھنا چاہئے، تجارت میں برکت، بیماری سے شفا، بے اولاد کو اولاد، مصیبتوں سے چھٹکارا اور ہمارے تمام کام صرف اللہ تعالیٰ کرتے ہیں، اُس کے سوا کسی میں کوئی کام کرنے کی کوئی صلاحیت ہے نہ طاقت، لہٰذا کسی کام کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرنا اور ایسا کرنے سے ایسا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ شرکیہ عقائد ہیں، ان سے بچنا نہایت ضروری ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے بدگمانیوں اور بدشگونیوں کو ختم کیا ہے، چنانچہ حضرت ابراہیم جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے چھوٹے فرزند ہیں یہ ذی الحجہ ۰۸ھ میں پیدا ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی خوشی ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کا بڑا لاڈ کرتے تھے، لیکن یہ لختِ جگر رسول، سولہ مہینے زندہ رہ کر ۱۰ھ میں وفات پا گئے، جس روز ان کا انتقال ہوا، اتفاق سے اُسی روز سورج گہن ہوا، عرب کا عقیدہ تھا کہ جب کوئی بڑے شخص کا انتقال ہوتا تو سورج گرہن ہوتا ہے، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو اپنے اور اپنے فرزند کے بڑے ہونے کو ثابت کر کے مشرکین کو متاثر کر سکتے تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بے بنیاد اور فاسد عقیدہ کو رد کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چاند اور سورج اللہ کی نشانیاں ہیں، کسی کے مرنے یا جینے سے ان کو گہن نہیں لگتا، جب ایسا دیکھو تو نماز پڑھو اور دعا کرو''۔ (سیرۃ المصطفیٰ ۱۰۔ ج ۳۔ ص ۳۷۱) لہٰذا ماہ صفر کو منحوس سمجھنا اور اس میں شادی و بیاہ کرنے کو بدشگونی تصور کرنا اسلامی رقیدے کے لحاظ سے غلط ہے۔ اللہ ہمیں صحیح عقیدہ اور صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ (آمین)

# دیانت داری - انسانی اخلاق کا بنیادی وصف

شہید حکیم محمد سعید

ہر انسان ایک ایسے معاشرے کی تمنا کرتا ہے جس میں امن وامان ہو، محبت وآشتی ہو، ہمدردی اور یگانگت کی فضا ہو، ہر انسان چاہتا ہے کہ تمام انسان امن وسکون کی زندگی بسر کریں، کسی سے کسی کو شکایت نہ ہو، انسانی معاشرے کا جو بہترین تصور قائم کیا جاسکتا ہے، وہ یہ ہے کہ ہر شخص کے دل میں ابنائے جنس کی سچی محبت ہو، وہ آپس میں شیر وشکر ہو کر رہیں، ایک دوسرے کے دست و بازو بن کر رہیں، ایک دوسرے کے بھائی بن کر رہیں۔

سوال یہ ہے کہ اس نیک اور پاک تمنا کو حاصل کرنے کے لئے کون سی چیز ضروری ہے اور وہ کون سا عنصر ہے جس کے فقدان کی وجہ سے یہ مطلوبہ ماحول پیدا نہیں ہو رہا ہے؟ اس سلسلے میں کئی اہم عناصر کی نشاندہی کی جاسکتی ہے، لیکن ان تمام عناصر وعوامل کا تجزیہ کیا جائے تو بنیادی عنصر ''دیانت'' ہی ثابت ہوگا، ہمیں باور کرنا چاہئے اور یقین بھی کہ یہ فرشتوں کا ماحول انسانی بستی میں اس وقت ہی قائم ہوسکتا ہے کہ جب دیانت کی عمل داری ہو اور معاشرے کا ہر فرد دیانت کے وصف کی سختی سے پابندی کرتا ہوں، آپس کے لین دین کے معاملوں میں دیانت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص معاملات میں دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کا بھی اتنا ہی اہتمام کرے جتنا وہ اپنے حقوق کے حاصل کرنے کی تمنا یا جدوجہد کرتا ہے، واقعہ یہ ہے کہ اگر تمام انسان ایک دوسروں کے حقوق پورے اہتمام کے ساتھ ادا کریں'' یعنی جس کا جس کسی پر جتنا حق ہے پوری امانت اور پوری دیانت کے ساتھ رتی رتی ادا کردے تو ہم اسے دیانت کہتے ہیں عربی زبان میں اسی معنی میں امانت کا لفظ بھی ادا ہوتا ہے۔

انسان کے تعلقات دوگونہ ہیں، ایک اپنے خالق اور رب کے ساتھ اور دوسرے ابنائے جنس کے ساتھ، اس میں شک نہیں کہ تیسرے نمبر پر کائنات کی تمام دوسری مخلوقات کو بھی شمار کیا جاسکتا ہے، اسلام چونکہ کامل ومکمل اور ابد تک کے لئے ایک ناقابل تبدیل ضابطۂ حیات ہے، اس لئے اسلام میں ہر وہ چیز اور ہر وہ عنوان موجود ہے کہ جو قابل غور وفکر ہوسکتا ہے اور جس کا تصور کیا جاسکتا ہے، مگر جہاں تک ''دیانت'' کے وصف اور اس کے اثرات کا تعلق ہے، اس کا زیادہ اہتمام خالق ارض وسما اور ابنائے جنس کے ساتھ تعلقات ہی پر مبنی ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ دیانت برتنے کا مطلب یہ ہے کہ پورے اخلاص اور جانفشانی کے ساتھ اس کی شریعت پر چلنے اور اسے نافذ کرنے کا اہتمام کیا جائے، سورۂ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے بطور خاص شریعت الٰہی کو امانت سے تعبیر کیا ہے، جو انسانوں کے سپرد کی گئی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''ہم نے (خلافتِ ارض) اس امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے آگے رکھا تو ان میں سے کوئی اس کا بوجھ اٹھانے کو تیار نہ ہوا اور یہ سب اس سے ڈرے مگر انسان نے یہ بوجھ اٹھالیا''۔

آج ساری دنیا یہ تسلیم کرتی ہے اور ہر مذہب وقوم کا دیانت دار انسان یہ گواہی دے رہا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کائنات ارضی کے سب سے عظیم انسان ہیں، وہ ایک ایسے انسان تھے کہ جنہوں نے اس دنیا کے فکر ونظر میں ایک انقلاب دیانت برپا کردیا، اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی شخصیت تھے جنہوں نے ہماری اس دنیا کے ہر ماحول اور ہر معاشرے کو متاثر کیا اور اندازِ فکر وعمل کو بدل کر رکھ دیا۔

ہم گہرائی وگیرائی کے ساتھ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اس انقلاب میں بنیادی چیز امانت ودیانت ہے جو اللہ تعالیٰ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کائنات کے سب سے عظیم انسان کا طرۂ امتیاز تھا، تاریخ گواہ ہے اور حالات وواقعات شاہد ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایک لمحہ زندگی اور کوئی ایک دقیقۂ حیات امانت ودیانت سے خالی نہ تھا۔

ہم پر سب سے بڑا فرض ماں باپ کی خدمت کا عائد ہوتا ہے، ہر انسان پر واجب ہے کہ وہ ان کے حقوق کی ادائیگی میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کرے، یہی دیانت کا تقاضہ ہے، اسی طرح رشتے داروں کے حقوق ہیں، مسلمانوں کے حقوق ہیں، عام انسانوں کے حقوق ہیں، اچھے اور دیانتدار انسان اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ تمام حقوق پوری امانت داری کے ساتھ ادا کریں، کسی نے کوئی چیز امانتاً رکھوائی ہے تو اسے اسی طرح واپس کردی جائے، ماتحتوں کے جو حقوق ہیں انہیں پورا پورا ادا کیا جائے، ملازمت کی شرائط کے مطابق اپنا فرض ادا کیا جائے، تجارت میں خرید وفروخت کے جو اسلامی آداب ہیں، انہیں ملحوظ رکھا جائے، یہ تمام باتیں دیانت کے تقاضوں میں شامل ہیں۔

اگر غور کیا جائے تو انسانی معاشرے میں جو بھی افراتفری نظر آتی ہے وہ صرف اس لئے ہے کہ معاشرے کے وہ افراد جن کے کردار کا براہ راست اثر عوام پر پڑتا ہے، وہ دیانت کے اصولوں پر پوری طرح کاربند نہیں ہیں، ہم میں سے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ دیانت کو اپنائے اور معاملات میں اسے بنیاد بنالے، اگر ایسا ہو تو معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بن جائے گا اور مملکت جنت کا نمونہ بن جائے گی۔

اس کے برخلاف اگر معاملات کی بنیاد امانت ودیانت پر نہ ہو تو معاشرہ کو صحت مند معاشرہ نہیں کہا جاسکتا، افرادِ معاشرہ کبھی اطمینان وسکون کا سانس نہیں لے سکتے، دیانت ہی سے افراد معاشرہ میں باہمی اعتماد پیدا ہوتا ہے اور اعتماد اچھے تعلقات کی بنیاد ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وصف کا اس حد تک اہتمام فرماتے تھے کہ جب دشمنوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کا محاصرہ کرلیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے درپے ہوگئے تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اہل مکہ کی جو امانتیں تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اہل امانت کے حوالے کرنے کا انتظام فرمادیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چیزیں حضرت علیؓ کے حوالے کردیں اور انہیں یہ تاکید کی کہ پہلے لوگوں کی امانتیں ان کو واپس کریں اور پھر مدینے آئیں، امانت ودیانت کا یہ بڑا عجیب اور بے مثل واقعہ ہے۔

یہ واقعہ تو نبوت کے بعد کا ہے، اس عظیم منصب پر فائز ہونے سے قبل بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سراپا دیانت کا ایک کامل نمونہ تھے، چنانچہ رسالت کی ذمہ داری سونپے جانے کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عام تبلیغ کا حکم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے سب سے پہلے یہ سوال کیا کہ میری امانت ودیانت کے متعلق کیا رائے ہے؟ سب نے متفقہ طور پر شہادت دی کہ آپ ہمیشہ سے سچے اور دیانت دار رہے ہیں اور ہمیں آپ پر پورا بھروسہ ہے۔

یہ تھا کردار ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جو پوری کائنات کے لئے رحمت ورافت بنا کر بھیجے گئے تھے، ہم مسلمانوں کا فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو حرز جاں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ کو اپنائیں، سچائی اور دیانت انسانی اخلاق کے بنیادی وصف ہیں، اس لئے ہم سب مسلمانوں کا اولین فرض ہے کہ ہم اپنے معاشرے میں دیانت داری کا چلن عام کرنے کی کوشش کریں، تاکہ دنیا کی نگاہ میں ہمیں عزت واحترام حاصل ہو اور اس طرح ہمارے ذریعے سے اسلامی شریعت کی برتری قائم ہو، لوگ یہ محسوس کریں کہ یہی وہ نظام حیات ہے جو دنیا کو امن وسکون بخش سکتا ہے۔

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد اسعد اللہ قاسمی

## حماس کے عسکری بازو کا سربراہ محمد ضیف ہلاک، اسرائیل

اسرائیلی فوج نے اعلان کیا ہے کہ حماس کے عسکری بازو کا سربراہ محمد ضیف گزشتہ ماہ غزہ پٹی کے جنوبی شہر خان یونس میں ایک اسرائیلی فضائی کارروائی میں ہلاک ہو گیا تھا، فوج نے یہ اعلان بروز جمعرات کیا اور اس حوالے سے جاری کردہ بیان میں بتایا کہ ضیف کی ہلاکت کی تصدیق انٹیلی جنس اطلاعات کے تناظر میں کی گئی ہے، اسرائیلی فوج کی جانب سے اس تصدیق سے ایک روز قبل فلسطینی عسکریت پسند تنظیم حماس کے سیاسی بازو کے سربراہ اسماعیل ہنیہ بھی ایرانی دارالحکومت تہران میں ایک حملے میں ہلاک ہو گئے تھے، ہنیہ کی ہلاکت کی تصدیق ایرانی پاسدارانِ انقلاب اور حماس دونوں نے کی تھی، اسرائیلی فوج کی جانب سے جاری کردہ بیان میں کہا گیا، "آئی ڈی ایف (اسرائیلی دفاعی افواج) اعلان کرتی ہے کہ تیرہ جولائی دو ہزار چوبیس کو اسرائیلی فضائیہ کے لڑاکا طیاروں نے خان یونس کے علاقے میں کارروائی کی تھی، اب انٹیلی جنس معلومات کی بنیاد پر یہ تصدیق کی جا رہی ہے کہ محمد ضیف اس حملے میں مارا گیا تھا۔'' (ڈی ڈبلیو)

## بنگلہ دیش میں طلبا کا احتجاج ختم، انٹرنیٹ سروسز بحال

حکام کا کہنا ہے کہ طلباء کی جانب سے سرکاری ملازمتوں کے کوٹے کے خلاف احتجاج ختم کرنے اور حالات معمول پر آنے کے بعد ملک بھر میں انٹرنیٹ سروسز بحال کر دی گئی ہیں، طلبا کے اس احتجاج کے دوران تقریباً 150 افراد ہلاک ہوئے تھے، گزشتہ ماہ یونیورسٹیوں اور کالجوں میں شروع ہونے والا یہ احتجاج ملک گیر مظاہروں میں تبدیل ہو گیا تھا، جس کے بعد سکیورٹی فورسز کے کریک ڈاؤن کے نتیجے میں ہزاروں افراد زخمی ہوئے اور مزید تشدد روکنے کے لیے کرفیو کے نفاذ اور سڑکوں پر فوج کے گشت کے ساتھ ساتھ انٹرنیٹ سروسز بھی معطل کر دی گئیں، ایک تازہ پیش رفت میں ملکی وزارت خارجہ نے اتوار کو ایک بیان میں کہا، "اب تک براڈ بینڈ اور موبائل انٹرنیٹ رابطوں کو مکمل فعالیت کے ساتھ بحال کر دیا گیا ہے۔'' اس بیان میں مزید کہا گیا "زمینی اور موبائل ٹیلی کمیونیکیشن سمیت مواصلات کی دیگر سہولیات بدامنی اور تشدد کے دوران بھی فعال رہیں، حکومت تمام بین الاقوامی شراکت داروں کو یقین دلانا چاہتی ہے کہ حکومت اور عوام کے بروقت اور مناسب اقدامات کی بدولت مجموعی صورتحال معمول پر آ رہی ہے۔'' (ڈی ڈبلیو)

## جرمنی نے 2021 کے سائبر حملے پر چینی سفیر کو طلب کر لیا

1989 کے بعد یہ پہلا موقع ہے جب برلن میں چین کے سفیر کو وزارت خارجہ میں طلب کیا گیا ہے، جرمن وزارت خارجہ کا کہنا ہے کہ چین کی جاسوسی سے ملک کو خطرات لاحق ہیں، مذکورہ سائبر حملے کا ہدف فرینکفرٹ میں کارٹوگرافی کی وفاقی ایجنسی (بی کے جی) تھا، جرمن وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے بدھ کے روز پریس بریفنگ کے دوران بتایا کہ برلن میں چین کے سفیر کو وزارت خارجہ کے دفتر میں طلب کیا گیا ہے، انہوں نے اس کی وجہ بتائی کہ 2021 میں جرمن حکومت کی میپنگ ایجنسی پر 'چین کے ریاستی کارکنوں' نے سائبر حملہ کیا تھا، وزارت خارجہ کے ترجمان سیبسٹیئن فشر نے کہا، "ہم جرمنی کے خلاف اس طرح کی سائبر سرگرمیوں کی سختی سے مخالفت کرتے ہیں اور سائبر اسپیس میں ذمہ دارانہ اور قواعد پر مبنی رویے کی وکالت کرتے ہیں۔" انہوں نے مزید کہا، "چینی جاسوسی اور چینی سائبر حملوں سے لاحق خطرات" کو کم نہیں سمجھا جانا چاہئے۔ (ڈی ڈبلیو)

## متحدہ عرب امارات اور چلی کے درمیان جامع اقتصادی شراکت داری کا معاہدہ

وزیر مملکت برائے تجارت خارجہ ڈاکٹر ثانی بن احمد آل زیودی نے کہا ہے کہ چلی کے ساتھ جامع اقتصادی شراکت داری کا معاہدہ چھ ماہ کے اندر نافذ العمل ہو جائے گا، ایمریٹس نیوز ایجنسی (وام) کو دیے گیے ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ یہ متحدہ عرب امارات کی جانب سے گزشتہ تین برسوں میں طے پانے والا گیارھواں معاہدہ ہے، پیر کے روز وزارت کی جانب سے منعقد ہونے والی ایک گول میز کانفرنس میں چلی کے وفد کے ساتھ بات چیت کے دوران وزیر مملکت نے بتایا کہ اس معاہدے سے 2031 تک اماراتی معیشت کو 73 ملین ڈالر سے زائد کا اضافی فائدہ ہوگا اور چلی کو برآمدات میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوگا (وام)

## جاپان کی تیل کی درآمدات میں متحدہ عرب امارات کا اہم کردار

جون میں جاپان کی متحدہ عرب امارات سے تیل کی درآمدات 25.84 ملین بیرل رہیں، جو کل درآمدات کا 41.3 فیصد ہے، جاپان کی قدرتی وسائل اور توانائی کی ایجنسی کی رپورٹ کے مطابق جون میں جاپان نے تقریباً 62.54 ملین بیرل تیل درآمد کیا، جس میں سے 96.4 فیصد یا 60.26 ملین بیرل متحدہ عرب امارات کے علاوہ چار دیگر عرب ممالک سعودی عرب، کویت، قطر اور عمان سے آئے تھے (وام)

## لندن سے پرتگال جانے والی فلائٹ کا معاون پائلٹ دورانِ سفر بے ہوش

لندن سے پرتگال جانے والی ایزی جیٹ ایئر لائن کی فلائٹ کے ساتھ ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آیا جس میں دوران سفر جہاز کا معاون پائلٹ بے ہوش ہو گیا، ہندوستان ٹائمز کے مطابق یہ واقعہ 27 جولائی کو پیش آیا، لندن سے پرتگال جانے والی فلائٹ کے معاون پائلٹ کو لینڈنگ کے بعد پیرامیڈکس کے عملے نے اپنی تحویل میں لے لیا جس کے بعد اسے لسبن کے سانتا ماریا ہسپتال میں داخل کروایا گیا، پائلٹ کے بے ہوش ہونے کے بعد فلائٹ میں ریڈ الرٹ جاری کیا گیا، ریڈ الرٹ جہاز میں حفاظتی اقدامات کی ہنگامی صورتحال کے پیش نظر جاری کیا جاتا ہے، پائلٹ کے بے ہوش ہونے کے باوجود 193 مسافروں کی یہ پرواز خیریت سے لینڈ کر گئی (نیوز اردو)

تعلیم و روزگار

## پروجیکٹ اسسٹنٹ سمیت 31 اسامیوں پر بحالی ہوگی

CSIR-سینٹرل بلڈنگ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، روڑکی میں پروجیکٹ اسسٹنٹ، فیلڈ ورکر سمیت 31 اسامیوں پر بحالی کے لیے نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے، یہ تمام اسامیاں عارضی بنیادوں پر پُر کی جائیں گی، اس کے لیے عہدوں کے مطابق 05 اگست سے 18 اگست 2024 تک واک ان انٹرویو کا اہتمام کیا جائے گا، دلچسپی رکھنے والے اہل امیدواروں کو بھرے ہوئے درخواست فارم اور اصل دستاویزات کے ساتھ انٹرویو کے لیے حاضر ہونا پڑے گا۔

## انڈین آئل کارپوریشن میں 467 اسامیوں کے لئے نوٹیفکیشن

انڈین آئل کارپوریشن لمیٹڈ نے ریفائنریز اور پائپ لائنز ڈویژن میں بحالی کے لیے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، اس کے تحت جونیئر انجینئر اسسٹنٹ سمیت کل 467 اسامیوں پر تقرریاں کی جائیں گی، یہ تقرریاں پانی پت، گوہاٹی، برونی، متھرا، بہار، ہریانہ وغیرہ جیسے مقامات پر کی جائیں گی، درخواست دینے کے خواہشمند امیدوار IOCL کی ویب سائٹ پر جا کر آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست دینے کی آخری تاریخ 21/اگست 2024 ہے، درخواست کی فیس جنرل، او بی سی اور ای ڈبلیو ایس زمرہ کے لیے 300 روپے، فیس گیٹ وے کے ذریعہ آن لائن ادا کرنی ہوگی، سرکاری ویب سائٹ www.iocl.com، ہیلپ لائن نمبر: 9513631713۔

## نرسنگ آفیسر سمیت 209 آسامیوں کے لیے اشتہار

جواہر لال انسٹی ٹیوٹ آف پوسٹ گریجویٹ میڈیکل ایجوکیشن اینڈ ریسرچ (JIPMER)، پڈوچیری میں گروپ 'B' اور گروپ 'C' کی مختلف اسامیوں پر بحالی کے لیے نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے، اس کے تحت جونیئر ٹرانسلیٹر آفیسر، نرسنگ آفیسر، فارماسسٹ وغیرہ کے عہدوں پر تقرریاں کی جائیں گی، خالی اسامیوں کی کل تعداد 209 ہے، اہلیت سے متعلق، معیار پر پورا اترنے والے اور دلچسپی رکھنے والے امیدوار JIPMER کی ویب سائٹ پر جا کر آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، امیدواروں کے پاس 19 اگست 2024 تک آن لائن درخواست دینے کا موقع ہے، درخواست کی فیس: جنرل، OBC اور EWS کے لیے 1,500 روپے، ST/SC زمرہ کے لیے 1,200 روپے ہے، ادائیگی آن لائن موڈ کے ذریعے کریڈٹ کارڈ/ڈیبٹ کارڈ/نیٹ بینکنگ کے ذریعے کرنی ہوگی، معذور امیدواروں کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، آف لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ 19 اگست 2024 ہے، سرکاری ویب سائٹ: www.jipmer.edu.in۔

## جھارکھنڈ میں 362 چوکیداروں کی ضرورت

ڈپٹی کمشنر کم ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ آفس، دمکا، (جھارکھنڈ) چوکیدار کی 362 آسامیوں پر براہ راست بحالی کرے گا، مرد اور خواتین دونوں اس عہدے کے لیے درخواست دینے کے اہل ہوں گے، اس کے تحت تقرری دو سالہ کنٹریکٹ کی بنیاد پر کی جائے گی جس میں ضرورت کے مطابق توسیع کی جا سکتی ہے، اہل اور دلچسپی رکھنے والے امیدوار درخواست فارم کو پُر کر کے اسپیڈ پوسٹ/رجسٹرڈ پوسٹ کے ذریعے ادارے کے مقررہ پتے پر بھیج سکتے ہیں، درخواستیں قبول کرنے کی آخری تاریخ 19 اگست 2024 مقرر کی گئی ہے، فیس کسی بھی زمرے کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، سرکاری ویب سائٹ: dumka.nic.in، ہیلپ لائن نمبر: 06434-236046، ای میل آئی ڈی: dc-dum@nic.in


Assalamo Alaikum Warahmatullah Wabarkatuhu

UMRAH 2024 / 1446H PACKAGES

Note: All the rates below are per person in Indian Rupees (INR) Fixed Rates

PAT-DEL-JED / JED-DEL-PAT DIRECT FLIGHT

(16 DAYS), DEPARTURE 27th JULY 2024, ARRIVAL 11th AUG. 2024

| PKG. CODE | HOTEL IN MAKKAH | HOTEL IN MADINA | QUAINT | QUAD | TRIPPLE | DOUBLE |
|---|---|---|---|---|---|---|
| GOLDEN DLX | OLIYAN PALACE OR SIMILER | BARKHA MAWADDA OR SIMILAR | 90000/- | 93000/- | 102000/- | 115000/- |

IndiGo

PACKAGE INCLUDES:
1. ECONOMY TICKET PAT-DEL-JED / JED-DEL-PAT RETURN
2. UMRAH VISA AND INSURANCE
3. ACCOMODATION IN 3* HOTEL
4. FOOD (BREAKFAST + LUNCH + DINNER)
5. COMPLETE TRANSPORT BY AC BUS
6. LOCAL ZIYARAT (MAKKAH & MADINAH)
7. LAUNDRY AND ZAM ZAM 5 Ltr. PACK

ELIGIBILITY FOR TRAVEL :
1. VALID PASSPORT WITH MINIMUM SIX MONTHS VALIDITY DATE OF TRAVEL
2. MINIMUM AGE OF TRAVEL 0 YEAR.
3. ALL RESERVATION POLICIES AND PRICING ARE IN LINE WITH GUIDLINES OF SAUDI MINISTRY AND IN CASE OF ANY CHANGES AND ACTUAL INCREASE SERVICE / COST (IF ANY) WOULD BE APPLICABLE.

Note: IF SAUDI GOVT. CHANGE ANY RULES OF UMRAH SUDDENLY COMPANY WILL NOT BE RESPONSIBLE

For More Details, Contact: 9955065689/9304895612

HUFFAZ TOUR & TRAVELS

SHOP NO. 47, 2ND FLOOR, HAJI HARAMAIN MARKET, NEAR THANA GOLAMBAR, PHULWARI SHARIF, PATNA, BIHAR-801505


Scanned with CamScanner

# ملی سر گرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

## امارت شرعیہ کی مسلسل کوششوں سے مولانا عبدالجبار بھاگل پور کی رہائی

### مولانا کو مدرسہ کے طلبہ کے ساتھ ٹرین سے اتار کر ۲/مئی کو راجندر نگر پٹنہ سے جیل بھیجا گیا تھا

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے ایک پریس ریلیز جاری کرتے ہوئے کہا کہ جناب مولانا عبدالجبار بھاگلپوری جنہیں ۲/مئی کو بہبودی اطفال نامی تنظیم کے متعصب کارندوں کے ذریعہ آگرہ کے ایک مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے جارہے ۱۴/طلبۂ عزیز کے ساتھ راجندرنگر اسٹیشن پر ٹرین سے اتارلیا گیا، اور بچوں کو چائلڈ ہوم اور مولانا عبدالجبار کو مختلف سخت دفعات لگا کر جیل بھیج دیا گیا تھا، امارت شرعیہ کی مسلسل کوششوں اور مقدمہ کی مؤثر پیروی کے نتیجہ میں آج مورخہ ۲۹/جولائی کو کورٹ کے ذریعہ الحمدللہ ان کی رہائی ہوگئی، قائم مقام ناظم صاحب نے مزید بتایا کہ جب ۲/مئی کو ۱۴/طلبۂ عزیز اور مولانا عبدالجبار کی گرفتاری کی خبر امارت شرعیہ کو موصول ہوئی تھی تو حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ کی ہدایت پر امارت شرعیہ کی پوری ٹیم بلا تاخیر حرکت میں آ گئی تھی اور پہلے مرحلہ میں دو دنوں کے اندر تمام طلبۂ عزیز کو چائلڈ ہوم سے نکلوا کر ان کے گارجینوں کے حوالہ کیا گیا تھا اور اسی وقت حضرت امیر شریعت مدظلہ نے یہ بھی ہدایت فرمائی تھی کہ جناب قائم مقام ناظم صاحب، انجینئر فہد رحمانی صاحب اور امارت شرعیہ کے وکیل ہارون رشید صاحب اس مقدمہ کی نگرانی اور پیروی کریں گے اور امارت شرعیہ مکمل طور پر اس وقت تک اس کی مقدمہ کی پیروی اپنے اخراجات اور وسائل سے کرے گی، جب تک جناب عبدالجبار بھاگلپوری کی رہائی نہ ہوجائے، خدا کا شکر ہے کہ مقدمہ کی مؤثر پیروی جاری رہی اور جناب ایڈوکیٹ ہارون رشید صاحب اور دیگر وکلاء کی مضبوط بحث اور پیروی کے نتیجہ میں آج مورخہ ۲۹/جولائی کو مولانا عبدالجبار کی رہائی ہوگئی اور امارت شرعیہ کی طرف سے جو بات کہی گئی تھی، اللہ کے کرم سے وہ پورا ہوگیا الحمدللہ علی ذالک، اس موقع پر قائم مقام ناظم صاحب نے حضرت امیر شریعت مدظلہ کے مضبوط فیصلہ، جناب انجینئر فہد رحمانی صاحب کی بہتر حکمت عملی اور جناب ایڈوکیٹ ہارون رشید صاحب کی مؤثر پیروی اور امارت شرعیہ کی پوری ٹیم کے مخلصانہ جدوجہد پر انہیں مبارکباد دیتے ہوئے سبھوں کا شکریہ بھی ادا کیا ہے اور اخیر میں انہوں نے حکومت کو متوجہ کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں اس طرح کی ناانصافی اور متعصّبانہ کاروایوں کا سلسلہ ابھی بھی جاری ہے، حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ایسے متعصّبانہ کاروائیوں کو لگام دے اور ایک خاص طبقہ کے پڑھنے والے بچوں کو ہراساں کرکے انہیں تعلیم سے محروم نہ کرے۔

## امارت شرعیہ کے وفد نے محمد فرقان سے کی ملاقات

### مصیبت کی اس گھڑی میں امارت شرعیہ ساتھ کھڑی ہے: مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

امارت شرعیہ کے ایک مؤقر وفد نے SKMCH مظفر پور کے آئی سی او میں ایڈمیٹ پوپری ضلع سیتامڑھی کے محمد فرقان سے ملاقات کی، واضح رہے کہ 25 جولائی کو کرم بھومی ٹرین میں جنکپور روڈ پوپری اسٹیشن پر اپنے ایک رشتہ دار کو ٹرین پر سوار کر کے اترتے وقت جی آر پی کے دو جوانوں نے محمد فرقان پر اس طرح لاٹھیاں چلائیں کہ ان کی آنت باہر آ گئی، فوری علاج کے لئے اسے مظفر پور SKMCH میں داخل کرایا گیا، جہاں اس کا ایک آپریشن ہوا ہے اور دوسرا آپریشن ہونا ہے، اس واقعہ کی اطلاع ملتے ہی امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ نے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی قاسمی صاحب کو صحیح صورتحال معلوم کرنے کا حکم دیا، صورتحال سے واقفیت کے فوراً بعد مورخہ 27 جولائی کو امارت شرعیہ کا ایک مؤقر وفد نائب ناظم امارت شرعیہ جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب کی قیادت میں مظفر پور پہونچا اور محمد فرقان سے ملاقات کر کے خود اس کی زبانی واقعہ کی جانکاری لی، وقتی طور پر کچھ پیش کر کے اسے حضرت کا حوصلہ مندانہ پیغام سنایا کہ مصیبت کی اس گھڑی میں امارت شرعیہ ان کے ساتھ ہے، اس کے بعد وفد نے محمد فرقان کے آبائی وطن پوپری پہونچ کر وہاں امارت شرعیہ کے دیگر ذمہ داران اور مقامی لوگوں کے ساتھ مل کر اب تک ہوئی کارروائی کا جائزہ لیا، فرقان ماں باپ دونوں کے سائے سے محروم ہے، اس ملاقات اور پیغام سے فرقان کے چہرے پر غیر معمولی سکون نظر آیا، وفد میں نائب ناظم صاحب کے علاوہ سابق اے ڈی ایم عبدالوہاب صاحب، ایڈوکیٹ ہارون رشید صاحب، مولانا عمر صاحب شامل تھے، جب کہ مظفر پور ہسپتال کی ملاقات میں جناب شعیب احمد صاحب صدر تنظیم امارت ضلع مظفر پور اور حافظ صبغۃ اللہ رحمانی جوائنٹ سکریٹری بھی شریک تھے، اس سلسلہ میں حضرت امیر شریعت کی ہدایت پر یکم اگست ۲۰۲۴ء کو ایک دوسرا وفد جس میں مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ، جناب حافظ محمد احتشام رحمانی اور جناب عبدالرحمٰن صاحب ریٹائرڈ آئی جی شریک تھے زخمی محمد فرقان سے ان کے حال احوال اور علاج کی صورتحال معلوم کرنے کی غرض سے مظفر پور SKMCH پہونچا۔

## زراعت سے متعلق نئی نسلوں کی دوری!

**گیتا دیوی، گیا بہار (ہندی سے ترجمہ محمد منہاج عالم ندوی)**

حسب توقع اس بار مرکزی بجٹ 25-2024 میں زراعت اور کسانوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے کئی نئے اعلانات کیے گئے ہیں اور کئی مد میں رقم بھی بڑھا دی گئی ہے، اس بجٹ میں زراعت اور متعلقہ شعبوں کے لیے 1.52 لاکھ کروڑ روپے کا انتظام کیا گیا ہے، یہ پچھلے بجٹ کے 1.25 لاکھ کروڑ روپے سے 21.6 فیصد یعنی 25 ہزار کروڑ روپے زیادہ ہے، پہلے کی طرح کسانوں کو پردھان منتری کسان سمان ندھی کے تحت سالانہ 6000 روپے ملتے رہیں گے، یہی نہیں اس بار بجٹ میں اگلے دو سالوں میں ایک کروڑ کسانوں کو قدرتی کھیتی کے لیے تیار کرنے کا بھی اعلان کیا گیا ہے، اس سے نہ صرف کسانوں کو فائدہ ہوگا؛ بلکہ لوگوں کی صحت بھی بہتر ہوگی؛ لیکن موجودہ زرعی مسائل کو دیکھ کر لگتا ہے کہ ان اعلانات کو مزید مؤثر کرنا پڑے گا؛ کیونکہ آبپاشی اور دیگر مسائل کی وجہ سے کسانوں میں زراعت کی طرف دلچسپی کم ہوتی دکھائی دے رہی ہے اور کوئی خاص فائدہ نہ دیکھ کر اس نسل نے کاشتکاری چھوڑ کر مزدوری یا دوسرے شعبوں کا رخ کرنا شروع کردیا ہے۔

بہار کے مشہور ضلع گیا کا کیشاپی پرانی ڈیہہ گاؤں اس کی ایک مثال ہے، ضلع ہیڈکوارٹر سے 32 کلومیٹر اور ''ڈوبھی'' بلاک سے تقریباً 5 رکلومیٹر دور اس گاؤں کے چھوٹے کسان مختلف زرعی مسائل سے پریشان ہیں، بروقت آبپاشی نہ ہونے کی وجہ سے چھوٹے کسانوں کی فصلیں متاثر ہورہی ہیں، اور انہیں زراعت میں مسلسل نقصانات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، اس سلسلے میں 50 سالہ کسان سکندر پاسوان کا کہنا ہے کہ ''بہار کے دیگر اضلاع کے مقابلے ضلع گیا، گرمیوں میں سب سے زیادہ گرم اور سردیوں میں سب سے ٹھنڈا ضلع ہے، جس کا براہ راست اثر زراعت پر پڑتا ہے؛ تاہم ساون (جولائی-اگست) میں مناسب مقدار میں بارش زرعی رکاوٹوں کو دور کرتی ہے''؛ لیکن گزشتہ چند دہائیوں میں بدلتے ہوئے ماحول نے زراعت کو بھی متاثر کرنا شروع کردیا ہے، اب بارشیں پہلے کے مقابلے میں کم یا بے قاعدہ ہو گئی ہیں جب کہ فصلوں کو بروقت آبپاشی کی ضرورت ہے؛ کسانوں کی معاشی صورتحال اتنی اچھی نہیں ہے کہ قدرتی بارش کے علاوہ دیگر آبپاشی کے ذرائع کے اخراجات برداشت کرسکیں، نتیجۃً فصلیں سوکھ جاتی ہیں، اس میں دانے ہی نہیں لگتے، اور کھیتی کے لئے لگائی گئی رقم سے کم ہی آمدنی ہو پاتی ہے، مسلسل ان نقصانات کے پیش نظر بچے اب کاشتکاری چھوڑ کر فیکٹریوں میں مزدوری کرنے کو ترجیح دے رہے ہیں۔

ایک خاتون کسان، پاروتی پاسوان کہتی ہیں ''زراعت میرے لیے خسارے کا سودا بن گئی ہے، اس نے ایک ساہوکار سے پیسے لیے تھے اور کھیتی باڑی کے لیے ایک بیگھہ زمین لیز پر لی تھی اور سوچی تھی کہ پوری محنت سے کھیتی باڑی کروں گی، اچھی فصل ہوگی، اچھی آمدنی ہوگی اور میں ساہوکار کو وقت پر رقم واپس بھی کردوں گی؛ لیکن آبپاشی کا بہتر نظام نہ ہونے کی وجہ سے پوری فصل سوکھ گئی، اب تو معاملہ یہ ہوگیا ہے کہ لگی ہوئی پونجی اور قیمت نکالنا بھی مشکل ہے'' وہ کہتی ہیں کہ بے وقت بارشوں کی وجہ سے اب ہر سال کھیتوں میں آبپاشی کے لئے دیگر انتظامات ناگزیر ہوگئی ہے، پمپ اور ڈیزل کی قیمت بھی بہت زیادہ ہے جو کہ ہماری بجٹ سے باہر بالاتر ہے، گھر میں پیسہ کمانے کے لیے بیٹا سورت کی ایک کپڑے کی فیکٹری میں مزدوری کرنے گیا ہے۔

گاؤں کے ایک اور کسان رادھے پاسوان کی بیوی راکھی دیوی کہتی ہیں کہ ''ان کے پاس زراعت کے لیے پانچ کٹھہ زمین ہے؛ لیکن اب اس کے شوہر نے کھیتی باڑی سے زیادہ مزدوری پر توجہ دینا شروع کردیا ہے، ان کے دو بیٹے بھی زراعت کا کام چھوڑ کر نوئیڈا کے ایک فیکٹری میں کام کرنے لگے ہیں، وہ کہتی ہیں کہ کھیتی کے لئے آبپاشی کا کوئی اچھا نظام نہیں ہے، آبپاشی کے لیے پمپ کرائے پر لانے پڑتے ہیں، مزید ڈیزل بھرانے کا خرچ بھی، اس کے بعد بھی اگر کسی وجہ سے فصل خراب ہوجائے تو سب کچھ برباد ہوجاتا ہے، اس لیے بچوں نے پہلے ہی کھیتی باڑی کرنے سے انکار کردیا تھا، اب میرے شوہر سے اکیلے دم پر کھیتی کا کام نہیں ہو پا رہا ہے، اس لیے وہ بھی باہر مزدوری کے لیے نکل جاتے ہیں۔

پنچایت میں درج اعداد و شمار کے مطابق، کیشاپی پرانے ڈیہہ گاؤں میں نچلے طبقہ کی اکثریت سے تعلق رکھنے والی 633 خاندان کے لوگ رہتے ہیں، جن کی کل آبادی تقریباً 3900 ہے، جس میں تقریباً 1600 درج فہرست ذات اور دیگر پسماندہ طبقے کے خاندان رہتے ہیں، جو زیادہ تر زرعی سرگرمیوں سے وابستہ ہیں، گاؤں میں پاسوان اور مہتو برادریوں کی اکثریت ہے، صرف چند گھر ہی اعلیٰ ذات کے لوگوں کی ہے، جو معاشی طور پر مضبوط اور خوشحال ہونے کی وجہ سے زیادہ تر زراعت سے جڑے ہوئے ہیں، ان کے پاس آبپاشی سے لے کر منڈیوں تک اناج کی نقل و حمل کے لیے تمام سہولیات میسر ہیں؛ جب کہ نچلے طبقہ سے تعلق رکھنے والے کسانوں کو خاطر خواہ فائدہ نہیں مل رہا ہے، جن کی ایک بڑی اور اچھی خاصی تعداد ہے، اس سلسلہ میں راجندر پاسوان کا کہنا ہے کہ کھیتی سے اتنا نقصان ہونے لگا ہے کہ اب وہ اسے چھوڑنے کا ارادہ کر رہے ہیں، اس کے پاس زمین کا ایک چھوٹا ٹکڑا ہے جس کی وجہ سے اس کے خاندان کا گزارا ممکن نہیں ہے، اب انہیں بازار سے ہی راشن خریدنا پڑتا ہے، ان کا کہنا ہے کہ جو لوگ آبپاشی کے لیے پمپس کا انتظام کرسکتے ہیں صرف وہی اپنے کھیتوں کو سیراب کرسکتے ہیں، وہ یا ان کے جیسے دیگر چھوٹے کسانوں کو ان کے حال پر ہی چھوڑ دیا جاتا ہے، مزید وہ کہتے ہیں کہ بیج بھی وقت پر مہیا نہیں ہو پاتا ہے، اسی طرح جب وہ خشک سالی کا معاوضہ لینے بلاک ہیڈکوارٹر جاتے ہیں تو افسران ان کا فارم یہ کہہ کر رد کردیتے ہیں کہ پنچایت کے تحت آنے والے گاؤں کے کسانوں کو ہی معاوضہ ملتا ہے اور کیشاپی پرانی ڈیہہ گاؤں کو نگر پریشد میں شامل کیا گیا ہے، اس لیے وہ معاوضے کا حقدار نہیں ہیں۔

کیشاپی پرانی ڈیہہ گاؤں اپنی بڑی آبادی کی وجہ سے تقریباً 12 ٹولوں (بستیوں) میں منقسم ہے، جس میں پاسوان ٹولہ، مہتو ٹولہ اور پوکھرا ٹولہ نمایاں ہیں، اسی پوکھرا ٹولہ میں زمین کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے پر لہسن کے بیج لگانے والی 60 سالہ کلپتیا کنور کہتی ہیں کہ انہوں نے یہ زمین بٹائی (لیز) پر لی ہے، جس میں فصل کا ایک حصہ زمین کے مالک کو ادا کرنا ہوتا ہے، وہ بتاتی ہیں کہ اس کے پاس کافی زمین تھی؛ لیکن کھیتی میں مسلسل نقصان، بیٹی کی شادی اور شوہر کی موت پر بھوج کرنے کی وجہ سے زمین بک گئی، اب ان کے دو بیٹے کولکاتا میں مزدوری کرتے ہیں جبکہ وہ خود گھر چلانے کے لیے بٹائی پر لہسن کی کاشتکاری کرتی ہیں، وہ بتاتی ہیں کہ ان کی برادری کی زیادہ تر نئی نسل نے زرعی کام سے منہ موڑ کر روزگار کے دوسرے ذرائع کو اپنانا شروع کردیا ہے، کلپتیا کہتی ہیں کہ کھیتی میں ہو رہے نقصانات کے مدنظر نئی نسل کی اس میں کوئی دلچسپی نہیں رہی ساتھ ہی بیج لگانے اور آبپاشی کرنے اور انہیں منڈیوں تک لے جانے میں بہت سے مسائل درکار ہیں، اس لیے اب ہم انہیں کھیتی باڑی کرنے کے لیے مجبور نہیں کرتے۔ (بقیہ ص: ۱۱ پر)

Scanned with CamScanner

# موجودہ بجٹ میں اقلیتی طبقہ پوری طرح سے نظر انداز

ڈاکٹر جاوید عالم خان

لوک سبھا کے حالیہ انتخابات کے بعد 23 جولائی کو مرکزی وزیر خزانہ نرملا سیتا رمن نے مالی سال 2024-25 کے لئے مکمل بجٹ پیش کیا ہے۔ اس بجٹ میں انھوں نے ملک کے سامنے درپیش مسائل جیسے کہ مہنگائی، معاشی غیر برابری اور بیروزگاری کو دور کرنے کے لئے کچھ خاص اعلانات تو نہیں کئے ہیں۔ حالانکہ حکومت کو یہ احساس ہے کہ بیروزگاری کو دور کرنا نہایت ہی ضروری ہے اور اس مسئلے کے حل کیلئے حکومت کچھ نئی اسکیموں کے ذریعہ ساری ذمہ داری پرائیویٹ سیکٹر کی کمپنیوں پر ڈالنا چاہتی ہے۔ اس بجٹ میں کچھ اہم اعلانات بہار اور آندھرا پردیش کو مالی تعاون دینے کے بارے میں بھی کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ٹیکس ڈھانچے میں تبدیلی کے بارے میں کچھ باتیں کہی گئی ہیں۔ مزید دلتوں، آدی واسیوں، عورتوں، نو جوانوں کو معاشی طور پر بااختیار بنانے پر بھی زور دیا گیا ہے۔ حالانکہ بجٹ تقریر کے دوران وزیر خزانہ نے اقلیتوں کی ترقی سے متعلق کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ اقلیتوں کے لئے مجموعی بجٹ 3183 کروڑ روپے مختص کیا گیا ہے جو کہ عبوری بجٹ کے برابر ہے۔ عبوری بجٹ پیش کرنے کے دوران وزارت برائے اقلیتی امور کا مجموعی بجٹ پہلے ہی گھٹ کر 3183 کروڑ روپے ہوگیا تھا جو کہ مالی سال 2022-23 میں 5020 کروڑ روپے تھا۔ بجٹ تخفیف کے بارے میں مرکزی وزارت خزانہ کا یہ کہنا تھا کہ ضلعی اور صوبوں کے سطح پر نافذ کی جارہی اسکیمیں بہتر ڈھنگ سے مختص بجٹ خرچ نہیں کر پارہی ہیں اسی لئے مرکزی وزارت برائے اقلیتی امور کے بجٹ میں تخفیف کی گئی ہے۔ دراصل مجموعی بجٹ تخفیف کی اہم وجہ کئی ساری اقلیتی اسکیموں کو بند کردینا ہے جیسے کہ پری میٹرک اسکالرشپ جو پہلے درجہ 1 سے 10 تک دی جارہی تھی وہ اب 9 اور 10 کے طلباء کو ہی فراہم کی جارہی ہے۔ مدرسہ جدید کاری اسکیم، مولانا آزاد فیلوشپ، نئی اڑان اور مولانا آزاد فاؤنڈیشن کو مکمل طور سے بند کردیا گیا ہے۔ ان ساری وجوہات کی بنا پر اقلیتی امور کی وزارت کا بجٹ 2022-23 کے مقابلے لگ بھگ 40 فیصد گھٹ گیا ہے۔ موجودہ بجٹ کے تجزیہ سے پتا چلتا ہے کہ دلتوں، آدی واسیوں اور معذوروں سے متعلق وزارتوں اور شعبوں کے بجٹ میں اس سال بہت زیادہ اضافہ تو نہیں کیا گیا ہے لیکن ان کے بجٹ کو گھٹایا بھی نہیں گیا ہے۔ دلتوں اور آدی واسیوں کی وزارت کے بجٹ میں بالترتیب 13000.20 اور 13000 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں، حالانکہ ان وزارتوں اور شعبوں کی اسکیموں میں بجٹ خرچ کی صورتحال ابھی بھی بہت زیادہ بہتر نہیں ہے۔

اقلیتی طبقے کو یہ امید تھی کہ 23 جولائی کو مکمل بجٹ پیش کرنے کے وقت مرکزی وزیر خزانہ اپنی تقریر میں ملک کے عوام کے سامنے 2047 تک ہندوستان کو وکست بھارت بنانے کا ایجنڈا ضرور پیش کریں گی لیکن وکست بھارت کے اعلانات میں ملک کی کل آبادی میں 20 فیصد اقلیتی طبقے کی ترقی کے بارے میں کوئی ذکر نہیں کیا گیا ہے اور اقلیتوں کے بجٹ کا تناسب مجموعی بجٹ میں اس سال مزید گھٹ کر 06. فیصد سے بھی کم ہوگیا ہے۔ یہاں تک کہ موجودہ مختص بجٹ پچھلے 10 سالوں میں سب سے کم ہے۔ 2022-23 میں وزارت اقلیتی امور کے مختص بجٹ کے اخراجات کے تجزیہ سے پتا چلتا ہے کہ کل مختص بجٹ 5020 کروڑ روپے کی جگہ حقیقی خرچہ 803 کروڑ روپے ہی کیا گیا ہے جو کہ مختص بجٹ کا 16 فیصد ہے۔

اقلیتی وزارت کی اہم اسکیموں میں پردھان منتری جن وکاس کاریہ کرم، پوسٹ میٹرک اسکالرشپ، پری میٹرک اسکالرشپ، فری کوچنگ اسکیم اور میرٹ کم مینس اسکیم کے کل بجٹ مختص میں بجٹ اخراجات کا فیصد بالترتیب 13 فیصد، 6 فیصد، 3 فیصد، 32 فیصد اور 10 فیصد تک ہو پایا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اقلیتوں کیلئے ترقیاتی اسکیموں کا نفاذ بہتر ڈھنگ سے نہیں کیا جارہا ہے جس کی وجہ سے ان کی تعلیمی اور اقتصادی پسماندگی کو دور کرنے میں مدد نہیں ملے گی۔ اقلیتوں کیلئے ہمہ جہتی ترقی کیلئے 2006 میں مرکزی حکومت کے ذریعے دو طرح کی پالیسی حکمت عملی کا آغاز کیا گیا تھا جن کو ہم اقلیتوں کی ترقی کیلئے وزیر اعظم کا 15 نکاتی پروگرام اور ملٹی سیکٹورل ڈیولپمنٹ پروگرام کے نام سے جانتے ہیں۔ مرکزی حکومت کے مطابق 15 نکاتی پروگرام کے تحت اقلیتی طبقہ کے لئے مختلف وزارتوں کے ذریعے چلائی جارہی کئی اسکیموں میں 15 فیصد بجٹ بھی مختص کیا جارہا ہے اور ساتھ ہی اس پروگرام کے تحت 15 فیصد مستفیدین کا ہدف بھی رکھا گیا ہے۔ ان تمام دعوؤں کے باوجود مرکزی وزیر خزانہ نے اس سے متعلق کوئی اعداد و شمار اس بجٹ میں پیش نہیں کئے ہیں اور اقلیتیں مرکزی برائے اقلیتی امور کے ذریعہ نافذ کی جارہی اسکیموں پر پوری طرح سے منحصر ہیں۔ اس وقت جن اسکیموں سے اقلیتیں 100 فیصد فائدہ اٹھا سکتی ہیں ان میں سے کچھ اہم اسکیمیں جیسے کہ پری میٹرک اسکالرشپ اسکیم، پوسٹ میٹرک اسکالرشپ اسکیم، میرٹ کم مینس اسکیم، پردھان منتری جن وکاس کاریہ کرم، نیشنل مائنارٹیز ڈیولپمنٹ فائنانس کے ذریعہ لون اسکیم اور پردھان منتری وراثت کا سموردھن شامل ہیں۔ بجٹ کے تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے 15 نکاتی پروگرام کے تحت اسکیموں میں اقلیتوں کیلئے مختص بجٹ کو سرکاری سطح پر رپورٹ نہیں کیا جارہا ہے اور ساتھ ہی فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد کے بارے میں مکمل طور سے اعداد و شمار عوامی سطح پر مہیا نہیں کرائے جارہے ہیں۔

بجٹ کے تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جن اسکیموں سے 100 فیصد اقلیتی طبقہ فائدہ اٹھا رہا ہے ان میں سے ایک اہم اسکیم نیشنل مائنارٹیز ڈیولپمنٹ فائنانس کارپوریشن ہے لیکن موجودہ بجٹ میں اس ادارے کے مختص فنڈ میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا ہے جبکہ حکومت کے ذریعہ پیش کی گئی حالیہ تجزیہ رپورٹ کے مطابق این ایم ڈی ایف سی کے تحت 8300 کروڑ روپے کا لون 22.5 لاکھ مستفدین کو فراہم کرایا گیا ہے اس کے تحت فائدہ اٹھانے والے لوگوں میں 85 فیصد عورتیں ہیں۔ یہ ادارہ اقلیتوں کے پسماندہ طبقے کی سماجی، تعلیمی اور اقتصادی صورتحال کو بہتر بنانے کیلئے قائم کیا گیا تھا، اس اسکیم کے تحت پیشہ ورانہ گروپ اور عورتوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔

2023-24 کے بجٹ میں مرکزی حکومت نے پردھان منتری وکاس سموردھن اسکیم کا آغاز کیا جس کے تحت 540 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے۔ حالانکہ 2024-25 کے بجٹ میں اس اسکیم کے تحت بجٹ تخمینہ اور نظر ثانی بجٹ شدہ بجٹ میں تخفیف کردی گئی ہے۔ اس اسکیم میں ہنرمندی، انٹر پرینیورشپ اور صنعت کاروں کو مالی اور تکنیکی سہولتیں مہیا کرائی جائیں گی۔ یہ اسکیم اسکل انڈیا مشن کے اشتراک میں کام کرے گا۔ اسکیم کے تحت 2025-26 تک 9 لاکھ لوگوں کو فائدہ حاصل ہوگا۔ چونکہ اس اسکیم کو 2023-24 میں شروع کیا گیا تھا اس لئے اس کے نفاذ کی صورتحال کا بہتر جائزہ لینا مشکل ہے اس لئے اس اسکیم کے تحت اعداد و شمار سرکاری سطح پر مکمل طور پر مہیا نہیں کرائے گئے ہیں۔

اقلیتی اکثریتی بلاک، ٹاؤن اور ضلع ہیڈ کوارٹر میں سماجی اور اقتصادی انفرااسٹرکچر کو مضبوط بنانے کیلئے پردھان منتری جن وکاس کاریہ کرم کا نفاذ کیا جارہا ہے۔ 2022-23 میں اس اسکیم کی گائڈ لائن میں تبدیلی کی گئی ہے اور اس کے تحت پروجیکٹ کی منظوری اقلیتوں کی ضرورتوں کی بنیاد پر دی جائے گی جہاں پر (15 کلومیٹر کے دائرے میں) 25 فیصد اقلیتوں کی آبادی رہتی ہے۔ 2023-24 میں اس اسکیم کے تحت مختلف طرح کے پروجیکٹس کی منظوری دی گئی ہے جس میں اسکول کی عمارت، رہائشی اسکول، ہاسٹل، آئی ٹی آئی، اسکل سینٹر، ہاسپٹل، صحت کے مراکز، سدبھاؤنا منڈپ، کمیونٹی ہال، اسپورٹس کمپلیکس اور کام کرنے والی خواتین کے لئے ہاسٹل۔ اس اسکیم کے تحت مختص بجٹ کا استعمال پوری طرح سے نہیں کیا جارہا ہے۔ 2022-23 میں اس اسکیم کے تحت 1650 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے لیکن حکومت کے ذریعے پیش کیے گئے نظر ثانی شدہ تخمینہ کے مطابق صرف 500 کروڑ روپے مختلف منصوبوں کو جاری کئے گئے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بجٹ 2023-24 میں جن وکاس کاریہ کرم کیلئے صرف 600 کروڑ روپے ہی مختص کئے گئے تھے۔ اگرچہ موجودہ بجٹ (910 کروڑ روپے) میں اس اسکیم میں اضافہ تو ضرور ہوا تھا مگر 2023-24 کے نظر ثانی شدہ بجٹ میں اخراجات مزید کم ہو گئے ہیں۔

موجودہ بجٹ میں مرکزی حکومت نے وزارت برائے اقلیتی امور کے بجٹ کو بڑھانے کے بجائے گھٹا دیا ہے۔ اس سے اقلیتوں کی سماجی، تعلیمی اور اقتصادی ترقی کو فروغ دینے میں رکاوٹ آئے گی۔ اس بجٹ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت اقلیتوں کو وکست بھارت کی مہم میں شامل کرنے میں زیادہ دلچسپی نہیں رکھتی ہے۔ اقلیتوں اور خصوصاً مسلمانوں کی تعلیمی اور اقتصادی پسماندگی کو دیکھتے ہوئے وزارت برائے اقلیتی امور کے بجٹ میں اضافہ کرکے دلتوں اور آدی واسیوں کے مختص بجٹ کے برابر رکھنا ضروری ہے۔ 2022-23 میں اقلیتی وزارت کی جن اسکیموں کو بند کیا گیا تھا ان کو بحال کرنا نہایت ضروری ہے۔ اسکالرشپ اسکیموں میں اہلیت، مالی تعاون کی مقدار اور کوٹہ یا اسکالرشپ کے نمبرات میں 2008 سے کوئی تبدیلی نہیں کی گئی ہے اسلئے اس میں مزید اصلاح کی ضرورت ہے۔ وزیر اعظم کے 15 نکاتی پروگرام کو دلتوں اور آدی واسیوں کیلئے چلائے جارہے سب پلان کے طرز پر شروعات کی گئی تھی لیکن اس کے نفاذ کی صورتحال بہت خراب ہے۔ لہٰذا 15 نکاتی پروگرام کے بہتر نفاذ کیلئے مختص بجٹ میں اضافہ اور مانیٹرنگ کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔

## شیخ اسماعیل ہنیہ کی شہادت ایسا زخم ہے، جو کبھی مندمل نہیں ہوسکتا: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

مشہور اسلامی اسکالر، مصنف اور فقیہ حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ فلسطینی قائد اور عالی حوصلہ مجاہد شیخ اسماعیل ہنیہ کی شہادت ہر غیرت مند مسلمان کے لئے اتنا بڑا صدمہ ہے کہ اس کو الفاظ کا پیکر نہیں دیا جا سکتا، یہ صرف ایک مسلمان رہنما اور انصاف و آزادی کے سپہ سالار پر حملہ نہیں ہے؛ بلکہ انسانی اقدار، بین الاقوامی قوانین اور عالمی سطح پر تسلیم شدہ روایات کا قتل ہے، شیخ اسماعیل ایک ایسے مرد مجاہد تھے، جنھوں نے مسجد اقصیٰ کی حفاظت کے لئے خاندان کے ڈھیر سارے افراد کا نذرانہ شہادت پیش کیا ہے اور ایک ایسی نسل کی تربیت میں ان کا نمایاں حصہ ہے جو حق اور سچائی کے لئے جان دینے کو زندہ رہنے سے بھی زیادہ عزیز رکھتی ہے، یقینی طور پر یہ اسرائیلیوں کی ناپاک حرکت ہے اور یہودیوں کی طرف سے ایسے واقعات کا سامنے آنا قطعاً لائق تعجب نہیں؛ کیوں کہ یہ وہ قوم ہے جس نے اپنے بہت سے پیغمبروں کو قتل کیا ہے اور اُن کے ہاتھ ہمیشہ ہی اللہ کے نیک بندوں کے خون سے رنگین رہے ہیں، جب بھی دنیا کی تاریخ لکھی جائے گی تو اسماعیل ہنیہ کی بے مثال جرأت کو خراج عقیدت پیش کیا جائے گا اور ان مسلم حکمرانوں پر ملامت کی جائے گی جو چند روزہ اقتدار کے لئے منافقت کا رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں اور انھوں نے اپنے بے کس و نہتے مسلمان بھائیوں کو کٹنے اور مرنے کے لئے چھوڑ دیا ہے، شہادت کا یہ واقعہ انہیں یاد دلاتا ہے کہ ہم پوری قوت کے ساتھ اسلامی اخوت کے جذبہ کو قائم رکھیں، جس طرح بھی ممکن ہو اپنے فلسطینی مسلمانوں کی مدد کریں، ان کے لئے دعاؤں کا اہتمام کریں اور اسرائیلی مصنوعات کا پوری قوت اور تسلسل کے ساتھ بائیکاٹ کریں؛ کیوں کہ ان کی مصنوعات کو خریدنا اور بیچنا ظالموں کا ہاتھ مضبوط کرنا ہے۔

Scanned with CamScanner

# دہلی اور بھوپال کا سفر بھی رہا باعث ظفر

مولانا رضوان احمد ندوی

طے شدہ پروگرام کے مطابق آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ منعقدہ ۱۴/جولائی میں شرکت کی غرض سے ۱۲/جولائی کی شام پٹنہ سے دہلی کے لئے رخت سفر باندھا، ہماری ٹرین ۸/بجے شب پٹنہ جنکشن سے روانہ ہوئی اور ایک ہزار کیلومیٹر کے فاصلے کو ۱۶/گھنٹے میں طے کرتے ہوئے دوسرے دن نئی دہلی ریلوے اسٹیشن پہونچی، وہاں سے سیدھے بورڈ کے مرکزی دفتر واقع اوکھلا مین بازار وارد ہوا، یہاں پہونچنے کے بعد معلوم ہوا کہ بعد نماز مغرب اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے مرکزی ہال میں ایک مذاکرہ علمی کی مجلس منعقد ہونے والی ہے، جس میں استاذ محترم حضرت مولانا عتیق احمد بستوی کی تازہ تصنیف ''دولت عثمانیہ اور ترکی کی تاریخ، تحقیقی اور تجزیاتی مطالعہ'' پر تین نامور ادباء وتجزیہ نگار جناب پروفیسر محمد محسن عثمانی، جناب سہیل انجم اور جناب معصوم مرادآبادی اپنے اپنے تاثرات وخیالات کا اظہار فرمائیں گے، ساتھ ہی صدر بورڈ حضرت خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کا صدارتی خطاب بھی ہوگا اور مصنف کتاب کے انطباعات بھی سامنے آئیں گے، موضوع کی حساسیت اور قلبی مناسبت کے باعث میں بھی مذاکرہ میں شریک ہوگیا اور مذکورہ ارباب فکر ونظر کے تاثرات سے مستفیض ہوا، مذاکرے کے بعد شرکاء سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا، مقالہ نگاروں سے بھی ملاقاتیں ہوئیں اور تہنیتی کلمات کے گلدستے پیش کئے، وہاں مندوبین کے لئے کھانے کا بھی نظم تھا، اس لئے میں بھی تناول کیا، پھر دیر رات اپنی قیام گاہ لوٹ آیا۔

دوسرے دن ۱۴/جولائی کو بورڈ کی مجلس عاملہ کی میٹنگ مسجد جھیل پیاؤ بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی کے عقب میں واقع جمعیۃ العلماء ہند کے دفتر میں منعقد ہوئی، میں ساڑھے نو بجے صبح جلسہ گاہ پہونچ گیا، ماشاء اللہ یہ دفتر اور میٹنگ ہال قابل دید ہے، آرام وراحت کے سارے مادی اسباب موجود ہیں۔

وہاں کے اصحاب فضل وکمال نے شرکاء کی خاطر ومدارات میں کوئی کسر نہ چھوڑی، ارکان عاملہ کو ان کی نشست گاہوں پر بیٹھایا، دوران میٹنگ ناشتہ وچائے کا معقول نظم کر رکھا تھا، سوا دس بجے میٹنگ شروع ہوئی جس میں مختلف جماعتوں اور اداروں کے ذمہ داروں نے زیر بحث ایجنڈوں پر کھل کر اپنی رائے دی، اس میٹنگ میں مسلم مطلقہ کے نفقہ سے متعلق سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلہ کا قانونی جائزہ لیا گیا، UCC کے خلاف لیگل کمیٹی کی تیاری اور ہائی کورٹ میں چیلنج کا مسئلہ، اوقافی جائداد کے تحفظ کے لئے ضروری اقدامات، ہجومی تشدد کو روکنے کی تدابیر اور مدارس ومکاتب کے تحفظ وبقا کے لئے حکمت عملی بنانے پر غور جیسے مسائل ومعاملات پر آئندہ کے لئے لائحہ عمل بنایا گیا، ۲/بجے دن میں میٹنگ ختم ہوئی، اس کے بعد پرتکلف کھانے کا دور چلا، دسترخوان پر انواع واقسام کی لذیذ غذائیں چن دی گئی تھیں، واقعۃً ان لوگوں نے روایتی مہمان نوازی کا غیر معمولی نقش قائم کردیا، شکر سیر ہوکر کھایا گیا، میں کھانے سے فارغ ہونے کے بعد مرکز نظام الدین کے تبلیغی مسجد آ گیا، یہاں پہلے سے چند احباب سے ملاقات کا وقت طے تھا، وہاں سے ۸/بجے شب مرکزی دفتر بورڈ اوکھلا آ گیا، اسی دن شب کے ۱۰/بجے اپنے صاحبزادہ عزیزی ریحان احمد سلمہ کو ساتھ لے کر بھوپال روانگی کے لئے نئی دہلی ریلوے اسٹیشن کے لئے پابہ رکاب ہوگیا، دراصل عزیزی موصوف کا بھوپال کے کسی کالج میں BBA میں ایڈمیشن کرانا تھا، اس کیلئے پہلے سے بھوپال کے چند احباب کو فون کے ذریعہ اپنی آمد نی اور مقصد بتادیا تھا، چنانچہ نئی دہلی اسٹیشن سے شب کے ایک بجے پانڈیچری سوپر فاسٹ ٹرین سے بھوپال کے لئے روانہ ہوگیا، ٹرین کا ٹائم ۱۱/بجے شب تھا، مگر وہ تاخیر سے روانہ ہوئی، میرا RAC ٹکٹ تھا، رات بھر برتھ کی تکلیف دہ مشقت کو برداشت کرتا ہوا دوسرے دن ۱۵/جولائی کی صبح ۱۰/بجے بھوپال اسٹیشن فروکش ہوا، شہر میں داخل ہوتے ہی پہلی نظر دو بلند میناروں پر پڑی جو اس شہر کی عظمت اور وقار کے اکلوتے گواہ ہیں، انہیں دیکھ کر ذہن میں اسلامی بھوپال کی تاریخ رقص کرنے لگی، ریاست کے دور میں نواب کی تعمیر کی ہوئی تاج المساجد کے یہ دو مینارے شہر کے سب سے بلند عمارتی نمونے ہیں، اپنی بلندی کے اعتبار سے وہ پورے شہر کی فضا پر چھائے ہوئے ہیں، اس پر مستزاد یہ کہ شہر میں ہریالی کی کثرت نے بھوپال کے حسن کو دوبالا کردیا ہے، میرے مخلص وکرم فرما جناب مولانا محمد مسیح عالم جامعی امام وخطیب مسجد باغ فرحت افزا بھوپال اور جناب حسن بھائی رپورٹر PT9 بھوپال اسٹیشن پر خود اپنی گاڑی لے کر ہمارے استقبال کے لئے موجود تھے، پلیٹ فارم پر ہی ملاقات ہوئی، محبت سے بغل گیر ہوئے، پھولوں کی طرح چمکتے ہوئے خلوص اور چاندی کی طرح چمکتی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ ہم دونوں کا خیر مقدم کیا، اس وقت بھوپال کی فضا ابر آلود تھی، دہلی کے مقابلہ میں وہاں کا موسم بہت خوشگوار تھا، ہمارا یہ مختصر سا قافلہ اسٹیشن سے روانہ ہوا اور بل کھاتی ہوئی سڑکوں سے گذرتے ہوئے ایک پرفضا مقام پہ ٹھہر گیا، یہ ہے مولانا محمد مسیح عالم جامعی صاحب کی رہائش گاہ، ماشاء اللہ ان کا مکان کافی کشادہ بھی ہے، پرکشش بھی اور علماء وصلحاء کا محور ومسکن اور گذرگاہ بھی، یہیں ہم لوگوں نے عمدہ ناشتہ کیا اور پھر IES یونیورسیٹی کی دیدار کے لئے روانہ ہوگئے، سرسبز علاقوں سے گذرتے ہوئے ۲۴/کیلومیٹر کے فاصلہ کو ۴۰/منٹ میں طے کیا، شاہراہ سے تقریباً ڈیڑھ کیلومیٹر کچی سڑک کو عبور کرتے ہوئے حدود یونیورسیٹی پہونچے، یہ یونیورسیٹی ۲۵/۳۰/ایکڑ میں پھیلی ہوئی ہے، خوبصورت عمارتوں کا لامتناہی سلسلہ بھی ہے اور بہت سی عمارتیں زیر تعمیر بھی ہیں، یونیورسیٹی کی بنیاد غالباً ۱۶/۱۷/سال قبل پڑی تھی، جو کہ منزل بہ منزل ترقی کررہی ہے، ہم لوگ ایڈمیشن آفس گئے، وہاں ایک خاتون بیٹھی تھی ان سے BBA میں داخلہ کے تعلق سے گفت وشنید ہوتی رہی، مگر کسی نتیجہ پر پہونچنے سے پہلے ہمارے میز بانوں نے بتلایا کہ یہاں سے کوئی ۴/کیلومیٹر کے فاصلہ پر ایک اور معیاری کالج ہے، ذرا اسے بھی دیکھ لیا جائے، ہم لوگ اس کالج کو دیکھنے چلے گئے، وہاں راہل کمار نامی ایک جواں سال تعلیم یافتہ شخص سے دفتر میں ملاقات ہوئی، دیر تک ان سے موضوع سے متعلق تبادلہ خیال ہوتا رہا، انہوں نے بتایا کہ ہمارے کالج کے متعدد برانچ ہیں، اس کا ایک برانچ ایرپورٹ روڈ سے پہلے اندرا نگر میں واقع ہے، جہاں MBA، BBA کی تعلیم ہوتی ہے، آپ لوگ اس کا معائنہ کرلیجئے، ہم لوگ وہاں سے سیدھے قدرت کے دل کش نظارے اور جھیل وتالاب کے دیدہ زیب مناظر سے لطف اندوز ہوتے ہوئے پون گھنٹے کے بعد کالج کے صدر دروازے پر پہونچے، ساگر Sistee کالج کے نام کا بورڈ لگا ہوا تھا، کالج کے احاطہ میں داخل ہوئے، صاف ستھری پر رونق عمارتیں، رنگ برنگ پھولوں، پیڑ پودوں سے آراستہ وپیراستہ پارک، درسگاہ اور لائبریری کی غیر معمولی بناوٹ وسجاوٹ نے دل کو متاثر کیا، مقامی اصحاب نے یہاں کے بلند تعلیمی معیار کے چند قصے سنائے تو اطمینان خاطر بھی ہوا، کالج کے آفس میں گئے، نہا جین نام کی ایک خاتون سے ملاقات ہوئی، انہوں نے پرتپاک استقبال بھی کیا، پھر ابتدائی مرحلہ کی گفت وشنید سے کسی قدر اطمینان ہوا، میں نے اپنے لڑکے سے کہا کہ اب تم اپنے کورس کے بارے میں دریافت کرو اور ضروری معلومات حاصل کرکے بتلاؤ کہ کیا یہاں داخلہ مناسب رہے گا، بچہ نے بہت سی باتیں دریافت کیں، ہاسٹل اور لائبریری کو دوبارہ دیکھا اور آخر میں اس نے بھی رضامندی ظاہر کی کہ کالج ٹھیک ہے، بس اللہ کے بھروسہ پر داخلہ رجسٹریشن کرالیا، البتہ ہاسٹل کی فیس قدرے گراں محسوس کیا، میں نے کہا کہ چھ ماہ ہاسٹل میں قیام کرو، اس کے بعد فیصلہ کیا جائے گا، اس طرح وہاں کے لئے حتمی فیصلہ کرکے قبیل مغرب کالج سے لوٹ گیا، راستہ میں تاج المساجد کے منارے نظر آئے تو یہاں ٹھہر گیا، عصر ومغرب کی نماز ادا کی، ہمارے ایک شفیق ومحسن جناب عارف مسعود جو مدھیہ پردیش اسمبلی میں کانگریس کے ایم ایل اے بھی ہیں ان سے ملاقات کے لئے ان کے دفتر چلا گیا، وہاں ان سے مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال ہوا، ہمارے ایک میز بان جناب حسن بھائی اور ان کے صاحبزادے سعود حسن خان نے اپنے گھر چائے نوشی کی دعوت دی، یہ دونوں حضرات ماشاء اللہ بڑی محبوب اور ہر دل عزیز شخصیتوں کے مالک ہیں، ہم لوگ جس گاڑی پر سوار تھے وہ حسن بھائی کی اپنی گاڑی تھی جس سے شہر بھوپال کے کالجوں کی زیارت آسان ہوگئی، اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے کہ ان کی رفاقت میں بھوپال کا دیدار نہایت خوشگوار، مفید اور دلچسپ رہا، ان کے گھر گیا، انہوں نے اچھی ضیافت کی، عشائیہ کا نظم مولانا محمد مسیح عالم جامعی کے یہاں تھا اس لئے وہاں سے سیدھے مولانا موصوف کے گھر گیا، کھانے سے فارغ ہوا، چونکہ ہماری ٹرین شب کے ۱۱/بجے بھوپال سے نئی دہلی کے لئے تھی، اس لئے اسٹیشن کے لئے روانگی کے وقت راستہ میں جناب عارف عزیز کے دولت کدہ پر حاضر ہوا، انہوں نے کتابوں کے تحائف سے نوازا، پھر قاضی مشتاق احمد کے قیام گاہ پر گیا اور اس طرح ملتے ملاتے ریلوے اسٹیشن آ گیا، ابھی ٹرین کے پہونچنے میں ایک گھنٹہ کا وقت تھا، اس لئے بھوپال اسٹیشن پر واقع مسجد میں عشاء کی نماز پڑھی، پھر اسٹیشن آ گیا اور بروقت بھوپال سے روانہ ہوا اور ۱۶/جولائی کی صبح ساڑھے سات بجے حضرت نظام الدین اسٹیشن پہونچ گیا، وہاں سے بورڈ کے مرکزی دفتر میں وارد ہوا، ہماری ٹرین اسی دن عصر کے وقت نئی دہلی سے پٹنہ کے لئے تھی، اس لئے تھوڑی دیر آرام کرکے نئی دہلی سے روانہ ہوگیا اور ۱۷/جولائی کو خیر وعافیت کے ساتھ منزل پر پہونچ گیا، دنیا کی زندگی درحقیقت ایک سفر ہے، ایسا سفر جس کی انتہا کسی کو معلوم نہیں، البتہ دنیا کا سفر شاید اس لئے ہوتا ہے کہ آدمی آخرت کے اصل سفر کو یاد کرے، وہ عارضی واقعہ میں مستقل واقعہ کی تصویر دیکھ لے اور آخرت سے دوچار ہونے سے پہلے آخرت کی تیاری کرلے۔

**بقیہ: زراعت سے متعلق نئی نسلوں کی دوری**......

وارڈ ممبر راجیش کا یہ بھی ماننا ہے کہ کیشا پی پرانی ڈیہ گاؤں میں چھوٹے پیمانے کے کسانوں کے لیے زراعت ایک بڑا مسئلہ بنتا جارہا ہے، ان کا کہنا ہے کہ پچھلے کچھ سالوں سے زراعت کے لیے خاطر خواہ بارش نہیں ہورہی ہے، ایسے میں کسانوں کے لیے پمپ کے ذریعہ آبپاشی ہی حل ہے، اگر کسان اس کے ذریعہ آبپاشی نہ کریں تو ان کی فصلیں سوکھ جاتی ہیں، ان کا کہنا ہے کہ گیا اور اس کے آس پاس کے اضلاع میں زیر زمین پانی کی سطح مسلسل گھٹ رہی ہے، ایسے میں آبپاشی کے لیے پمپوں میں زیادہ ڈیزل خرچ ہورہا ہے، جس کی وجہ سے چھوٹے کسانوں کی معاشی حالت بری طرح متاثر ہورہی ہے، اور معاشی طور پر کمزور کسانوں کی نئی نسل اب زرعی کام چھوڑ کر روزگار کی تلاش میں دہلی، کولکاتہ، پنجاب، ممبئی، سورت اور مرادآباد کے کارخانوں میں مزدوری کرنے لگی ہے۔

یہ تشویشناک بات ہے کہ نئی نسل زراعت سے منہ موڑ رہی ہے، جس کی بڑی وجہ گھریلو نظام کو چلانا ہے، اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو خاندان کا پیٹ کیسے پالیں گے، ان کا گھر کیسے چلے گا؟ راجیش کا کہنا ہے کہ حکومت کی جانب سے کسانوں کے لیے معاوضے کے ساتھ ساتھ کئی طرح کی اسکیمیں بھی چل رہی ہیں؛ لیکن عدم بیداری اور دیگر وجوہات کی وجہ سے کسان اس سے فائدہ نہیں اٹھا پارہے ہیں، اس کے لیے محکمہ زراعت کو بلاک سطح پر بیداری مہم چلانے کی ضرورت ہے، اسی طرح اس محکمہ کی ذمہ داری ہے کہ معاشی طور پر کمزور اور چھوٹے کسانوں تک وہ پہونچیں تاکہ انہیں بروقت معاوضہ اور دیگر ضروری امداد مل سکے؛ تاکہ نئی نسل میں زراعت کے تئیں جوش وجذبہ اور بیداری کو فروغ ملے، اس بار بجٹ میں ملک کے 400 اضلاع میں DPI کا استعمال کرتے ہوئے خریف کی فصلوں کا ڈیجیٹل سروے کرنے کی بات بھی کی گئی ہے، اسی طرح سبزیوں کی سپلائی کو مضبوط بنانے کے لیے ایف پی او (FPO) یعنی فارمر پروڈیوسر کمپنیوں کی مدد لی جائے گی، ساتھ ہی ذخیرہ اندوزی اور مارکیٹنگ پر توجہ دینے کی بھی بات کہی گئی ہے، بجٹ میں وزیر خزانہ نے ریاستوں کے ساتھ اشتراک میں کاشتکاری اور کسانوں کے لیے ڈیجیٹل انفراسٹرکچر پر کام کرنے کا بھی اعلان کیا ہے، اس کے علاوہ اس بجٹ میں 6/کروڑ کسانوں کی معلومات بھی لینڈ رجسٹری میں لانے کا اعلان کیا گیا ہے۔

دراصل ہندوستان کو ایک زرعی ملک مانا جاتا ہے، ملک کا ایک بڑا طبقہ زراعت سے وابستہ ہے اور زراعت صرف کھیت میں اناج اگانے تک ہی محدود نہیں ہے؛ بلکہ اس میں کھاد، بیج سے لے کر اسے منڈی تک پہنچانے اور عام آدمی کے کچن تک رسائی ہر چیز شامل ہے، یہی وجہ ہے کہ مرکزی حکومت ہر سال اپنے سالانہ بجٹ میں زراعت پر خصوصی توجہ کے ساتھ کئی اہم اعلانات کرتی ہے؛ لیکن بجٹ کے ان فوائد کا نچلی سطح پر کیشا پی پرانی ڈیہہ جیسے ملک کے دور دراز علاقوں کے چھوٹے کسانوں کو کتنا فائدہ ہورہا ہے؟ اس کی نگرانی کا نظام بھی ہونا چاہیے تاکہ نئی نسل کا جھکاؤ دوبارہ زراعت کی طرف بڑھ سکے۔

Scanned with CamScanner

# محبت کی دکان پر بھیڑ بڑھ رہی ہے

سہیل انجم

ایسا لگتا ہے کہ اب واقعی بی جے پی کی مذہبی سیاست کی دکان بند ہونے اور راہل گاندھی کی محبت کی دکان پورے ملک میں کھل جانے والی ہے۔اور کیوں نہ ہو کہ اس مذہبی سیاست نے انسان کو انسان کا دشمن بنا دیا۔دو بڑے مذاہب کے پیروؤں کے درمیان منافرت کی ایسی لکیر کھینچ دی جیسی تقسیم ہند کے وقت بھی نہیں تھی۔ منافرت کی دکان بند ہونے کے اشارے پارلیمانی انتخابات سے ہی ملنے شروع ہو گئے تھے۔ان انتخابات میں اس نے اپنی سیاست کے مرکز ایودھیا کو گنوا دیا اور اب ہندو مذہب کے ایک اور متبرک مقام اور چار دھام میں سے ایک بدری ناتھ کو بھی گنوا دیا۔یعنی پہلے ایودھیا کے عوام نے اس کی دکان بند کی اور اب بدری ناتھ کے عوام نے بند کر دی۔ کچھ ماہرین کا کہنا ہے کہ وہ ایک اور مرکز کیدار ناتھ بھی گنوانے والی ہے۔وزیر اعظم کے چار سو پار کے نعرے کو یقینی بنانے کے لیے بی جے پی نے کیا کیا جتن نہ کیے تھے۔شنکر آچاریوں کی مخالفت اور رام مندر کی نامکمل تعمیر کے باوجود اس کی پران پرتشٹھا کی گئی اور وزیر اعظم نے ایک پجاری کی حیثیت سے پوجا کی۔اس کو ایک سرکاری پروگرام کے طور پر منایا گیا اور نہ صرف ہندوستان کے تمام نیوز چینلوں نے بلکہ غیر ملکی چینلوں نے بھی اسے لائیو دکھایا۔لیکن ہوا یوں کہ وہ ایودھیا ہی کی سیٹ نہیں بچا سکی۔ وہاں سے اس کے امیدوار سماجوادی پارٹی کے امیدوار سے بری طرح شکست کھا گئے۔اس کے بعد بھکتوں نے ایودھیا واسیوں کو پانی پی پی کر گالیاں دیں اور عقید تمندوں سے ان کے بائیکاٹ کی اپیل کی۔

قارئین ان خبروں سے واقف ہوں گے کہ کس طرح عجلت میں رام مندر کی تعمیر شروع کی گئی، رام پتھ بنایا گیا اور دیگر ترقیاتی کام کیے گئے۔اب ان کی پول ایک ہی بارش میں کھل گئی۔رام پتھ تو بیٹھ ہی گیا، اس پر جگہ جگہ بڑے بڑے گڈھے بن گئے۔خود رام مندر کی چھت چونے (ٹپکنے) لگی۔چونے اور ٹپکنے میں بڑا فرق ہے۔ٹپکنا یعنی ایک ایک بوند کر کے ٹپکنا ہوتا ہے لیکن چونے کا مطلب ہوا تار بندھ جانا۔جب رام مندر کی چھت سے پانی اس طرح ٹپکنے لگے کہ تار بندھ جائے اور اس کی نکاسی کا بھی کوئی انتظام نہ ہو تو پھر اس کی تعمیر میں ہونے والے کرپشن کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔وہاں کرپشن تو سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد سے ہی شروع ہو گیا تھا۔اب انگریزی روزنامہ 'انڈین ایکسپریس' نے رام نام کی لوٹ کی قلعی کھول دی ہے۔اس نے ایک تفتیشی رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ فیصلے کے بعد کس طرح سرکاری افسران اور نیتاؤں کی جانب سے زمینیں خریدی گئیں۔بہر حال یہ الگ قصہ ہے۔ہم بات کر رہے تھے ایودھیا قلعے کے منہدم ہو جانے کی۔ایودھیا کے مقامی باشندے بی جے پی کی نفرت انگیز سیاست کے سخت مخالف ہیں۔اس کا اظہار وہ بار بار کرتے رہے ہیں اور انتخابات میں انھوں نے بی جے پی کے امیدوار کو ہرا کر اس کا عملی اظہار کر دیا۔صرف ایودھیا ہی نہیں بلکہ اطراف کی سیٹیں بھی اس نے گنوا دیں اور رام کے نام کے جو جو مراکز تھے وہاں بھی اسے منہ کی کھانی پڑی۔اسی طرح اتراکھنڈ کے بدری ناتھ کے عوام نے بھی بی جے پی کی 'پھوٹ ڈالو اور راج کرو' کی پالیسی کو سختی سے مسترد کر دیا۔

بدری ناتھ کی سیٹ پہلے کانگریس ہی کے پاس تھی۔لیکن کانگریسی رکن اسمبلی کے لوک سبھا انتخابات سے قبل بی جے پی میں چلے جانے کی وجہ سے وہاں ضمنی انتخاب کرانا پڑا۔بی جے پی نے اسے ہی امیدوار بنا دیا۔لیکن اس کی ساکھ ایک دل بدلو کی بن گئی۔لہٰذا اس کو بھی منہ کی کھانی پڑی۔بی جے پی کو منگلور سیٹ پر بھی شکست ہوئی۔وہاں سے بھی کانگریس کی جیت ہوئی۔دراصل جس طرح بی جے پی ہندو مذہبی مقامات کا سیاسی مفاد کے لیے استحصال کر رہی ہے وہ لوگوں سے اور یہاں تک کہ ہندو مذہبی رہنماؤں سے بھی ہضم نہیں ہو رہا ہے۔ایودھیا میں بھی یہی ہوا تھا اور بدری ناتھ میں بھی یہی ہوا ہے۔وہ اس سے قبل وارانسی میں بھی یہی سب کر چکی ہے۔صرف سیاسی فائدہ اٹھانے کے لیے ایودھیا میں کئی مندر توڑ دیے گئے۔غریب عوام کے گھر بہت کم قیمت پر تحویل میں لے لیے گئے اور پتہ نہیں سب کو معاوضہ ملا بھی یا نہیں۔اسی طرح وارانسی میں سیکڑوں مندروں کو منہدم کر کے کاشی وشوناتھ کاریڈور بنایا گیا۔ان اقدامات کے نتیجے میں بڑی تعداد میں لوگ بے روزگار ہو گئے۔وارانسی میں تو بہت سے سادھو سنت ہی بے روزگار ہو گئے۔کاشی اور ایودھیا کی طرح بدری ناتھ میں بھی عوام میں زبردست بے چینی تھی۔ ان کا کہنا تھا کہ یہاں وی آئی پی درشن کے انتظامات کیے جا رہے ہیں جس سے درشن کرنے والے عام لوگوں کو پریشانی ہو رہی ہے۔ترقیاتی کاموں کے نام پر فطرت کے ساتھ بھی چھیڑ چھاڑ کی گئی۔بتایا جاتا ہے کہ بدری ناتھ کا وجود بڑی بڑی پتھریلی چٹاوں پر منحصر ہے۔اب ان چٹانوں کو ریور فرنٹ ڈیولپمنٹ کے نام پر ہٹایا اور ان کی جگہ پر کنکریٹ کی دیوار بنائی جا رہی ہے۔ مقامی باشندوں کا کہنا ہے کہ یہ دیوار چٹانوں کی جگہ نہیں لے سکتی۔ مستقبل میں اگر سیلاب آیا تو یہ دیواریں ریت کی دیوار ثابت ہوں گی۔مانسون کی پہلی بارش ہی میں وہاں سیلاب آ گیا۔لوگوں کا کہنا ہے کہ دریائے الکنندا میں پانی کی سطح میں غیر معمولی اضافہ عوام کی بے چینی کا سبب ہے۔ان ترقیاتی کاموں سے وہاں کے پروہتوں میں بھی ناراضگی تھی۔

بہر حال اگر ہم ضمنی انتخابات پر نظر ڈالیں تو پائیں گے کہ ان میں بی جے پی کے لیے اطمینان کی کوئی بات ہی نہیں ہے۔سات ریاستوں میں تیرہ اسمبلی حلقوں میں ہونے والے انتخابات میں بی جے پی کو محض دو ہی سیٹیں مل پائیں جبکہ اس نے گیارہ سیٹوں پر الیکشن لڑا تھا۔ادھر انڈیا اتحاد نے دس سیٹیں جیت لیں۔ پارلیمانی الیکشن میں اتراکھنڈ اور ہماچل پردیش میں کانگریس کو شکست ہوئی تھی لیکن ان انتخابات میں اس نے ان دونوں ریاستوں میں دو دو سیٹیں جیت لیں۔مغربی بنگال اسمبلی انتخابات میں بی جے پی نے جن سیٹوں پر کامیابی حاصل کی تھی موجودہ الیکشن میں ان سے تین گنوا دیں۔ ہماچل پردیش میں آزاد ارکان اسمبلی نے بی جے میں شمولیت اختیار کر لی تھی وہ بھی ہار گئے۔حالانکہ یہ اسمبلی انتخابات تھے جو کہ عام طور پر مقامی ایشوز پر لڑے جاتے ہیں۔لیکن ان انتخابات کے نتائج قومی انتخابات کا اشارہ بھی دیتے ہیں۔یہ نتائج اس بات کا شارہ دے رہے ہیں کہ جس طرح پارلیمانی انتخابات میں انڈیا اتحاد کو کامیابی ملی تھی اسی طرح آگے بھی ملنے والی ہے۔ انڈیا اتحاد کی شاندار کارکردگی سے اپوزیشن کے حوصلے بلند ہیں۔اسی درمیان یہ خبر آئی ہے کہ راجیہ سبھا میں اب بی جے پی کے ارکان کی تعداد میں کمی واقع ہو گئی ہے۔اس کے چار ارکان راکیش سنہا، رام شکل، سونل مان سنگھ اور مہیش جیٹھ ملانی کی مدت پوری ہو گئی اور وہ سبکدوش ہو گئے۔اس کے ساتھ ہی راجیہ سبھا میں بی جے پی ارکان کی تعداد کم ہو کر 86 رہ گئی۔البتہ این ڈی اے کی 101 ہے جو کہ اکثریت کے لیے ضروری 113 سے کم ہے۔یاد رہے کہ راجیہ سبھا میں کل 245 ارکان ہوتے ہیں۔جبکہ کانگریس کی زیر قیادت انڈیا بلاک کے ارکان کی تعداد 87 ہے جن میں کانگریس کے 26، ٹی ایم سی کے 13 اور عام آدمی پارٹی اور ڈی ایم کے کے دس ارکان ہیں۔راجیہ سبھا میں بی جے پی کے ارکان کی تعداد میں کمی کا مطلب یہ ہے کہ اب بی جے پی کو اہم بلوں کی منظوری میں اے آئی اے ڈی ایم کے اور وائی ایس آر کانگریس اور دیگر غیر این ڈی اے جماعتوں پر انحصار کرنا پڑے گا۔البتہ جب وہ ان خالی ہونے والی چار سیٹوں کو پُر کر دے گی اور گیارہ خالی نشستوں میں سے کچھ پر کامیابی حاصل کر لے گی تب کہیں جا کر اس کے لیے آسانی ہوگی۔فی الحال کسی بل کو منظور کرانے کے لیے بی جے پی کو این ڈی اے جماعتوں کے پندرہ اور دیگر پارٹیوں کے بارہ ووٹوں کی ضرورت ہوگی۔ اس تمام صورتحال سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ راہل کی محبت کی دکان پر رش بڑھنے والا ہے۔

# مجبوریوں کی گرفت میں پھنستا ہوا حکمراں محاذ

2024 کے لوک سبھا کے الیکشن کے بعد بھارتیہ جنتا پارٹی کی پوزیشن کمزور ہوتی جا رہی ہے۔303 سے گر کر ممبران پارلیمنٹ کی تعداد 240 رہ گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ لوک سبھا میں طاقت کم ہونے کے بعد حکمراں جماعت کا اقتدار میں رہنا حلیف پارٹیوں کے رحم و کرم پر ہی ہے۔رہی سہی کسر حالیہ ضمنی انتخابات میں پوری ہوگئی جب جولائی کی وسط میں ہونے والے اسمبلی انتخابات میں پارٹی نے جن 11 سیٹوں میں امیدوار کھڑے کیے تھے ان میں صرف دو پر ہی کامیاب ہو پائی جو بی جے پی کے لیے ایک بڑا جھٹکا تھا۔راجیہ سبھا ہندوستان کے پارلیمانی نظام کا ایک اہم بازو ہے اور کسی بھی قسم کے قانون سازی میں ان کی اہمیت ناقابل فراموش ہے۔راجیہ سبھا ایک مستقل ایوان ہے جس کے ممبران کی تعداد مستقل تبدیل ہوتی رہتی ہے۔لوک سبھا، اسمبلی اور اب راجیہ سبھا میں بھی بی جے پی کے ممبران پارلیمنٹ کی تعداد میں کمی ہوئی ہے۔اس ایوان میں چار ممبران کی مدت کار ختم ہونے سے بی جے پی کی تعداد گھٹ کر صرف 86 رہ گئی ہے۔خیال رہے کہ سونل مان سنگھ، مہیش جیٹھ ملانی، راکیش سنہا اور رام شکل راجیہ سبھا سے رخصت پا چکے ہیں۔اس طرح راجیہ سبھا میں جس کے ممبران کی تعداد 245 رہتی ہے۔ :113 اکثریتی ہندسہ ہے۔ان چار ممبران کے جانے کے بعد بی جے پی کی تعداد 86 رہ گئی ہے اور بی جے پی کی سربراہی والے این ڈی اے کے ممبران صرف 101 رہ گئے ہیں۔ظاہر ہے کہ این ڈی اے کو راجیہ سبھا میں درکار 12 سیٹوں کی کمی پڑ گئی ہے۔جبکہ اپوزیشن بلاگ کے پاس 87 سیٹیں ہیں جن میں کانگریس کے پاس 26 ممبران ہیں۔

بھارتیہ جنتا پارٹی کو لگتا ہے کہ آئندہ جن ریاستوں میں راجیہ سبھا انتخابات ہوں گے ان میں پارٹی کو مطلوبہ تعداد میں ممبران مل جائیں گے۔راجیہ سبھا میں اس وقت کانگریس کے 26، ترنمول کانگریس کے 13، عام آدمی پارٹی، ڈی ایم کے پاس 10-10 سیٹیں ہیں۔بی جے پی کو لگتا ہے کہ بہار میں انتخابات کے دوران اس کو دو سیٹیں مل جائیں گی۔ مہاراشٹر، آسام سے بھی اس کو دو دو سیٹوں کی امید ہے۔جبکہ ہریانہ، مدھیہ پردیش، راجستھان، تری پورہ میں بھی الیکشن ہونے ہیں۔ان ریاستوں سے ایک ایک راجیہ سبھا کا ممبر منتخب ہو کر آئے گا۔خیال رہے کہ چار نامزد ممبران کا تعلق حکمراں جماعت سے ہوگا مگر یہ نامزد ممبران راجیہ سبھا کسی بھی ووٹنگ میں حصہ نہیں لے پائیں گے۔مگر مختلف مباحث اور مذاکروں کے درمیان یہ توقع کرنا فضول ہے کہ یہ نامزد ممبران حکمراں جماعت کی حمایت نہیں کریں گے۔ اس وقت راجیہ سبھا میں 19 سیٹیں خالی ہیں ان میں سے چار ممبر جموں و کشمیر سے آنے ہیں۔اب کیونکہ جموں و کشمیر میں اسمبلی تحلیل ہو چکی ہے اور وہاں سے ممبران کی نامزدگی کا امکان نہیں ہے جبکہ تلنگانہ سے ایک سیٹ پر الیکشن ہونا ہے۔کانگریس وہاں سے ایک سیٹ لے سکتی ہے۔مگر راجستھان میں اس کو نقصان اٹھانا پڑے گا۔راجستھان اسمبلی میں بی جے پی کی اکثریت ہے۔پچھلے اسمبلی الیکشن میں کانگریس کو شکست دے کر بی جے پی نے حکومت بنائی تھی۔اس کا اثر راجیہ سبھا کے انتخابات پر بھی پڑے گا۔بی جے پی ہریانہ میں ایک سیٹ پر اپنے امیدوار کو کامیاب بنانے کے لیے پورا زور لگائے گی۔جبکہ کیرل کی ایک سیٹ خالی ہوئی ہے اور کانگریس کے تنظیمی سکریٹری کے سی وینو گوپال لوک سبھا الیکشن میں کامیاب ہوئے ہیں۔

ظاہر ہے کہ کے سی وینو گوپال کی جگہ کوئی کانگریس کا امیدوار ہی کامیاب ہوگا۔ہریانہ میں دپیندر ہڈا کے لوک سبھا میں کامیاب ہونے سے ہریانہ کی ایک نشست خالی ہوئی ہے مگر الیکشن کمیشن ان سیٹوں کی انتخابات کے لیے کب نوٹیفکیشن جاری کرے گا ابھی کہنا مشکل ہے۔مگر اس صورت حال کا پورا اثر بی جے پی کے پارلیمنٹ کے اندر کی پوزیشن پر پڑ رہا ہے۔دونوں ایوانوں میں بی جے پی اور این ڈی اے اتحاد کی پوزیشن کمزور ہوئی ہے۔لوک سبھا میں این ڈی اے اتحاد کی وجہ سے بی جے پی 240 ممبرن ہونے کے باوجود اقتدار میں واپس آ گئی ہے۔لیکن ایوان بالا راجیہ سبھا میں بھی بی جے پی کی کم و بیش وہی پوزیشن ہے جو کہ ایوان زیریں یا لوک سبھا میں ہے۔اس موقع پر حکمراں جماعت کو اپنی پالیسی وضع کرتے ہوئے حلیفوں کے دباؤ میں کام کرنا پڑے گا اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے، لیکن بی جے پی حلیفوں کے آگے کتنا جھکے گی۔یہ حلیف پارٹیوں کی ترجیحات اور مفادات پر مبنی ہوگا۔گزشتہ دو لوک سبھا الیکشن میں بی جے پی نے غیر معمولی اکثریت حاصل کر کے ملک کی سمت کو اپنی مرضی کے مطابق طے کیا تھا لیکن اس مرتبہ حالات بدلے ہوئے ہیں اور نریندر مودی کی قیادت والی حکومت کو ان تمام نزاکتوں اور مجبوریوں کو ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا۔(روزنامہ راشٹریہ سہارا پٹنہ ۱۹/جولائی ۲۰۲۴ء)

Scanned with CamScanner

# بہار کی سیاست پورے ملک کے لئے موضوع بحث

ڈاکٹر سیّد احمد قادری

18 ویں لوک سبھا انتخابات سے قبل جس طرح ریاست بہار پورے ملک کی سیاست میں محور اور مرکز بنی ہوئی تھی، انتخابات ختم ہونے اور حکومت کی تشکیل کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں، خاص طور پر بہار کے وزیر اعلیٰ نتیش کمار کی غیر مستقل مزاجی کے باعث طرح طرح کی باتیں جنم لیتی رہتی ہیں جو ملک کے میڈیا کے ساتھ ساتھ ملک کے سیاست دانوں اور دانشوروں کے درمیان موضوع بحث رہتی ہیں۔

پہلے انتخابات سے قبل کے منظر نامے پر ایک نظر ڈالی جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ پورے ملک کی سیکولر پارٹیوں کو یہ توقع تھی کہ اتر پردیش اور مہاراشٹر وغیرہ جیسی ریاستوں کے مقابلے ریاست بہار کی 40 لوک سبھا سیٹوں میں سے بیس پچیس سیٹوں سے زائد پر انڈیا اتحاد کو ضرور کامیابی مل جائے گی، اس لیے کہ اس وقت بہار میں بھی بی جے پی کے خلاف بہت زیادہ ناراضگی تھی اور نتیش کمار اور ان کی پارٹی جے ڈی یو کے خلاف اس وجہ کر بھی کافی خفگی تھی کہ انہوں نے عین وقت پر پلٹی مارتے ہوئے سیکولر انڈیا اتحاد کو کمزور کرتے ہوئے بے دست و پا کر دیا تھا جبکہ حزب مخالف پارٹیوں کا اتحاد قائم کرنے میں ان کی مرکزی اور نمایاں حیثیت تھی لیکن نہ جانے وہ کون سا خوف تھا یا سیاسی مفادات تھے کہ وہ سیکولر اتحاد کو بیچ منجدھار میں چھوڑ کر فرقہ پرستوں کے ساتھ ہو لیے۔ ان کے اس عمل سے سیکولر ذہنیت کے بہار کے لوگ خفا ہو گئے اور سیکولر پارٹیوں کے اتحاد کو ختم کرنے کا ہی یہ منفی اثر ہوا کہ یہ خود تقریباً حاشیے پر اس حد تک چلے گئے کہ ان کی حلیف پارٹی بی جے پی بھی انتخابی مہم میں ان سے دوری بنانے کی کوشش کرتی نظر آئی۔ ایسی صورت حال بننے سے مشکلوں سے تشکیل پانے والے انڈیا اتحاد کو بہار سے بڑی کامیابی کی توقع ہو گئی۔ لوگوں اور سیکولر پارٹیوں کی اس توقع سے راشٹریہ جنتا دل کے سپریمو لالو یادو اور ان کے جواں سال بیٹے تیجسوی یادو کچھ زیادہ ہی خوش فہمی میں مبتلا ہو گئے اور یہ خوش فہمی بعد میں تکبر میں اس حد تک بدل گئی کہ ان دونوں نے انڈیا اتحاد میں شامل کانگریس سمیت تمام سیکولر پارٹیوں کو درکنار کرتے ہوئے اور کسی سے بھی صلاح و مشورہ نیز سیٹ شیئرنگ کی میٹنگ سے قبل ہی اپنے خاص خاص لوگوں کو اپنی من مرضی کے مطابق سب سے زیادہ سیٹوں پر کامیابی کی امید پر اپنی پارٹی راشٹریہ جنتا دل کا ٹکٹ دینا شروع کر دیا۔ راشٹریہ جنتا دل کی اس خوش فہمی بھری حرکت سے بہت قریب تھا کہ مغربی بنگال کی طرح یہاں بھی انڈیا اتحاد ختم ہو جاتا۔ لیکن اپنے مقابل مودی اور بی جے پی کی بے پناہ قوت اور وقت کی نزاکت کو تسلیم کرتے ہوئے کانگریس اور دیگر اتحادی پارٹیوں نے بلاشبہ سیاسی بصیرت اور حکمت عملی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بقول ایک سینئر لیڈر ''خون کا گھونٹ پی کر'' راشٹریہ جنتا دل کی ہٹ دھرمی کو نظر انداز کرتے ہوئے انڈیا اتحاد میں سیٹ شیئرنگ کو کامیاب بنایا۔ اس سیٹ شیئرنگ میں راشٹریہ جنتا دل نے کانگریس سمیت کمیونسٹ پارٹیوں کو بھی کمتر سمجھتے ہوئے اپنے پاس 40 سیٹوں میں سے 26 سیٹیں رکھیں۔ کانگریس کو صرف 9 اور کمیونسٹ پارٹیوں کو 5 سیٹوں سے زیادہ دینے پر رضامند نہیں ہوئی۔ بعد میں مکیش سہنی کی پارٹی وی آئی پی کو انڈیا اتحاد میں شامل کرتے ہوئے اپنی سیٹوں میں سے 3 ٹکٹ دیے اور مکیش سہنی کو اپنے ساتھ شامل کر کے ایسا پیغام دینے کی کوشش کی کہ یہ بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔

مکیش سہنی کو توپ سمجھتے ہوئے تیجسوی یادو انہیں ہیلی کاپٹر پر بٹھا کر انتخابی دوروں میں لیے گھومتے نظر آئے۔ ریاست کے کسی چہرے کو ساتھ نہیں رکھا کہ یہ تو راشٹریہ جنتا دل کے بندھوا مزدور ہیں، جائیں گے کہاں؟ تیجسوی یادو کو ایسا لگا کہ سہنی کی وجہ سے پورا بہار متاثر ہوگا اور کامیابی قدم چومے گی۔ لیکن نتیجہ جب سامنے آیا تو یہ حقیقت سامنے آئی کہ مکیش سہنی کا ایک سیٹ پر بھی جادو نہیں چلا اور خود ان کی پارٹی تینوں سیٹوں سے ہار گئی۔ مسلمانوں کی خفگی بھی ظاہر ہو گئی کہ راشٹریہ جنتا دل نے جن دو امیدواروں کو ٹکٹ دیا تھا، وہ بھی ہار گئے۔ کانگریس نے بہت چاہا کہ بہار کی سیاست میں اپنی ایک خاص شناخت قائم کرنے والے پپو یادو، جنہوں نے اپنی پارٹی جن ادھیکار پارٹی (لوک تانترک) کانگریس میں اس یقین دہانی کے بعد ضم کر دیا تھا کہ انہیں پورنیہ سے لوک سبھا کا امیدوار بنایا جائے گا، لیکن لالو اور تیجسوی نے پپو یادو کی پرانی رنجش کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے وقار کا مسئلہ بنا لیا اور کانگریس کو مجبور کیا کہ وہ کسی بھی قیمت پر پپو یادو کو اپنا امیدوار نہ بنائے اور مخالفت کی انتہا کرتے ہوئے یہاں سے پپو یادو کے مقابلے اپنا امیدوار اتار دیا۔ اسی طرح بیگو سرائے سے ملک کے ہر دلعزیز لیڈر کنہیا کمار کو کانگریس اپنا امیدوار بنانا چاہتی تھی لیکن لالو، تیجسوی نے اپنے تکبر کے نشے میں چور ایسا کرنے پر سختی سے کانگریس کو روک لگا دیا۔ مجبوری میں کانگریس کو کنہیا کمار کو انجان دلی سے امیدوار بنانا پڑا، جن کی شکست سے نہ صرف کانگریس کو بلکہ انڈیا اتحاد کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا ہے۔

کٹیہار حلقے سے کانگریس نے اپنے پرانے لیڈر طارق انور کو ٹکٹ دینے کا فیصلہ کیا اور یہاں بھی لالو، تیجسوی، طارق انور کو امیدوار نہیں بنانے پر اڑ گئے، لیکن آخر وقت پر سونیا گاندھی نے مداخلت کی اور کسی طرح لالو کو رضامند کیا۔ سیوان سے راشٹریہ جنتا دل کے سپہ سالار رہے دبنگ لیڈر شہاب الدین مرحوم کی اہلیہ حنا شہاب نے بہت چاہا کہ راشٹریہ جنتا دل سے ان کا پرانا رشتہ ہے اور اب بھی شہاب الدین کا اس علاقے میں بڑا اثر ہے، اس لیے انہیں راشٹریہ جنتا دل سیوان سے اپنا امیدوار بنائے، لیکن راشٹریہ جنتا دل نے انہیں بھی بہت ساری گزارشوں اور مطالبات کے باوجود ٹکٹ دینے سے صاف انکار کر دیا۔ اس انانیت بھرے انکار سے خفا ہو کر حنا شہاب سیوان سے ہی پپو یادو کی طرح آزاد امیدوار کے طور پر کھڑی ہو گئیں اور راشٹریہ جنتا دل امیدوار کے مقابلے زیادہ ووٹ لا کر دوسرے نمبر رہیں۔ اگر راشٹریہ جنتا دل انہیں ٹکٹ دے دیتا تو حنا شہاب یقینی طور پر راشٹریہ جنتا دل کے کامیاب امیدواروں میں اضافہ کرتیں۔ اپنی دو بیٹیوں کو ٹکٹ دیے جانے کے ساتھ ہی ساتھ بڑی تعداد میں یادووں کو اپنا امیدوار بنائے جانے جیسے غیر دانشمندانہ، غلط اور تکبر بھرے ناعاقبت اندیشانہ فیصلوں سے ریاست بہار کے سیکولر لوگوں کے درمیان غلط پیغام گیا جس کی وجہ سے جو لوگ نتیش کمار اور ان کی پارٹی جے ڈی یو سے خفا چل رہے تھے، وہ ان کی طرف خاموشی سے آ گئے جس کی وجہ سے جہاں نتیش کمار بیک فٹ پر کھڑے تھے، انہیں انتخابات کے نتیجوں میں ناقابل یقین کامیابی ملی اور اسی غیر یقینی کامیابی نے نتیش کمار کو بی جے پی (این ڈی اے) کی حکومت سازی میں کنگ میکر بنا دیا۔ لیکن کنگ میکر بننے کے بعد بھی وہ جس طرح مودی کے پیر چھوتے نظر آئے اور مودی کے ہر فیصلے پر رضامند نظر آئے، اسے بہار کے عوام نے اپنی ہتک محسوس کی اور پہلے والی خفگی ایک بار پھر عود آئی۔ اس کا ثبوت روپولی اسمبلی حلقے کے ضمنی انتخاب میں جے ڈی یو کے امیدوار کلادھر منڈل کی اس حالت میں شکست ہوئی جبکہ جے ڈی یو حکومت کی مشنری انہیں کامیاب کرنے میں جٹی تھی۔ اس سے بھی بری حالت آر جے ڈی کی امیدوار اور اس اسمبلی حلقے سے لگاتار پانچ بار کی ممبر اسمبلی رہنے والی بیما بھارتی کی ہوئی جو تیسرے نمبر پر رہیں۔ بیما بھارتی کو حالیہ لوک سبھا کے انتخاب میں آر جے ڈی نے پپو یادو کے خلاف امیدوار بنایا تھا جنہیں بہت بری طرح شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

یہ پورا منظر نامہ دیکھنے کے بعد یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ بدلتے وقت اور حالات کے ساتھ لالو و تیجسوی کے چلتے اور کچھ زیادہ ہی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہوتے، تو بلاشبہ اس وقت انڈیا اتحاد اپنی حکومت بنانے کی پوزیشن میں ہوتا۔ بی جے پی اور جے ڈی یو کے خلاف بہار کے عوام کے دلوں میں جو جوش و ولولہ جاگا تھا اسے لالو اور تیجسوی کے تکبر نے ختم کر دیا۔ اب جبکہ بہار اسمبلی کا انتخاب اگلے سال ہونے والا ہے، اس وقت راجد اور جے ڈی یو کا سیاسی گراف بہت تیزی سے گرتا نظر آ رہا ہے۔ جسے دیکھتے ہوئے ان دونوں کے خلاف کئی طرح کی مورچہ بندی میں شدت دیکھی جا رہی ہیں۔ نتیش کمار تو پہلے سے ہی خفا بیٹھے ہیں۔ اس لیے کہ لالو یادو و تیجسوی کی آر جے ڈی نے نتیش کمار کو جب بھی حمایت دے کر حکومت بنائی، کچھ دنوں تک تو حکومت ٹھیک ٹھاک چلی، لیکن کچھ ہی دنوں بعد نتیش کمار کے ہر فیصلے پر راجد کے لیڈروں کا اعتراض شروع ہو جاتا، ٹرانسفر اور پوسٹنگ تک میں دخل اندازی عام بات تھی۔ نتیش کمار کو بہار کا اقتدار تیجسوی کو سونپ کر مرکز کی سیاست میں دلچسپی لینے کا مشورہ دیا جا رہا تھا۔ ان حالات میں نتیش کمار کا کبیدہ خاطر ہونا فطری تھا۔ ایسے کئی معاملے سامنے آئے کہ جس میں لالو و تیجسوی کی دخل اندازی پر اختلافات ہوئے اور نتیش کمار کو بحالت مجبوری پلٹی مارنی پڑی، جس سے ان کی کافی بدنامی بھی ہوئی اور ان کا سیاسی قد بھی کم ہوا۔ آر جے ڈی کی ایسی ہی دخل اندازی اور تکبر سے کانگریس بھی اندر اندر ہی کافی خفا ہے۔ نتیجہ میں اب اس پہلو پر بھی سوچا جا رہا ہے کہ کیوں نہ آنے والے اسمبلی انتخابات میں آر جے ڈی سے کنارہ کشی اختیار کر لی جائے۔ ایسی تجاویز ریاست کی کئی سیکولر پارٹیاں پیش کر رہی ہیں۔ اس لیے کہ آر جے ڈی اسمبلی انتخاب کے وقت بھی ہمیشہ کی طرح اپنی خوش فہمی میں مبتلا ہو کر زیادہ سے زیادہ سیٹیں خود رکھنا چاہے گی اور حلیف پارٹیوں کو اپنے مقابل کمتر سمجھتے ہوئے کم سے کم ٹکٹ دے گی جو گوارہ نہیں ہوگا۔ حالانکہ آر جے ڈی کو اب بدلتے وقت اور حالات کے مطابق خود میں بھی تبدیلی لانے کی کوشش کرنے کی ضروت ہے۔ اگر ایسا نہیں ہوا تو بی جے پی جو بہار میں برسر اقتدار ہونے کا خواب سجائے بیٹھی ہے، اسے کوئی روک نہیں پائے گا نیز سیکولر ووٹ کے بکھراؤ کا بھی خدشہ لاحق ہے۔ اس لیے میرے خیال میں ایسا کیے جانے سے گریز کیے جانے کی ضرورت اس شرط کے ساتھ ہے کہ آر جے ڈی اپنے رویہ میں مثبت تبدیلی لائے اور نوشتہ دیوار کو پڑھنے کی کوشش کرے۔ ساتھ ہی ساتھ اپنے یادوؤں کو ترجیح دئے جانے کے بجائے بہار کے تمام طبقوں کو ترجیح دے۔ ابھی اتر پردیش میں اکھلیش یادو نے ایسا ہی تجربہ کیا اور کامیاب بھی ہوئے۔ لالو اور تیجسوی اپنے ذہن سے اس خوش فہمی کو بھی نکال دیں کہ وہ صرف یادو اور مسلمانوں کے ووٹوں سے برسر اقتدار آ جائیں گے، اس لیے کہ ماضی میں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب کبھی آر جے ڈی برسر اقتدار آئی تو اس نے مسلمانوں کے مسائل کو لایعنی سمجھا۔ مثال کے طور پر ابھی نتیش کمار کے ساتھ مل کر پورے 17 ماہ تک حکومت میں رہے۔ لیکن مسلمانوں کے مسائل سے مسلسل چشم پوشی کرتے رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آر جے ڈی کے منفی رویہ سے بہار کے مسلم بھی خفا چل رہے ہیں اور یہ بھی متبادل کی تلاش میں ہیں۔ اب رہی بات نتیش کمار اور ان کی پارٹی جے ڈی یو کی تو، بی جے پی کی ریاستی اکائی بھی ان سے خوش نہیں ہیں۔ موجودہ ایک نائب وزیر اعلیٰ نے تو نتیش کو پوری طرح حاشیہ پر ڈالنے کی قسم ہی کھا رکھی تھی۔ دیگر کئی بی جے پی کے نیتاؤں کے بیانات کو یاد کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ گزشتہ 2019 کے انتخابات کے وقت تو در پردہ مودی شاہ نے نتیش کے سیاسی قد کو ختم کرنے کے لیے چراغ پاسوان کو ہی معمور کر دیا تھا۔ لیکن نتیش کمار کے سیاسی تدبر نے اس سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیا تھا۔ ابھی جب کہ مرکز کی حکومت نتیش کمار کی بیساکھیوں کے سہارے کھڑی ہے اور بی جے پی یا یوں کہیں کہ مودی شاہ اس بیساکھی سے جلد نجات کے فراق میں ہیں اس لیے ان کی پوری کوشش ہے کہ جے ڈی یو کے 12 ممبر پارلیمنٹ کو کسی طرح توڑ لیا جائے۔ یوں بھی اس وقت نتیش کمار کی بیماری اور ختم ہوتی قوت ارادی کو دیکھتے ہوئے ان کے ممبران کشمکش میں مبتلا ہیں، جس سے بی جے پی فائدہ اٹھانے کے فراق میں ہے۔

اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ بہار میں مسلمانوں کی اتنی تعداد ہے کہ وہ کسی سیکولر طاقت کے تعاون کے بغیر خود تو نہیں جیت سکتے لیکن کسی بھی سیکولر امیدوار کو جتانے کی طاقت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگلے سال بہار میں ہونے والے اسمبلی انتخابات میں آر جے ڈی اور جے ڈی یو، دونوں سے چھٹکارہ پانے کی تیاری شروع ہو چکی ہے اور اس کام کے لیے پی کے یعنی پرشانت کشور کو میدان میں اتارا گیا ہے۔ پہلے ان سے بہار کے مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لیے بڑے جذباتی قسم کے بیانات دلوائے گئے اور اب انھیں سیاسی اکھاڑے میں اتارنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ پی کے دراصل بی جے پی کو کامیاب بنانے کے لیے راجد اور جے ڈی یو دونوں کے ووٹ بینک میں سیندھ لگانے کی کوشش میں متحرک ہیں۔ اس سازش کو سمجھتے ہوئے آر جے ڈی کے ریاستی صدر جگتا نند سنگھ نے اپنے ایک مکتوب مورخہ 6/جولائی 2024 کے ذریعہ آر جے ڈی کے کیڈر کو متنبہ کیا کہ وہ پی کے کی جن سوراج پارٹی کی میٹنگوں میں شرکت نہ کریں اور نہ ہی اس کی ممبر شپ قبول کریں، اس لیے کہ یہ پارٹی بی جے پی کی 'بی' ٹیم ہے۔ اب اس خط کا آر جے ڈی کے لوگوں پر کتنا اثر ہوگا یہ کہنا مشکل ہے۔ چند دنوں قبل ہی پرشانت کشور کا مسلمانوں کے ساتھ یہ وعدہ بھی سامنے آیا ہے کہ ان کی پارٹی 'جن سوراج' اسمبلی انتخاب میں ریاست بہار کے مختلف اسمبلی حلقوں سے 75 مسلمانوں کو اپنا امیدوار بنائے گی یعنی بہار کے مسلمانوں کے ووٹوں کا شیرازہ پوری طرح بکھیرے جانے کی ایک منظم اور منصوبہ بند سازش ہے اور یہ سازش اگر کامیاب ہو جاتی ہے تو بیک وقت لالو تیجسوی کی پارٹی آر جے ڈی اور نتیش کمار کی پارٹی جے ڈی یو کو حاشیہ پر ڈال کر بی جے پی کی حکومت قائم کر لی جائے گی۔

Scanned with CamScanner

# اعلان مفقود الخبری

**معاملہ نمبر ۳۹/۴۳۵/۱۴۴۵ھ**

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ شکر پور، بھروارہ، ضلع دربھنگہ)

نعمت خاتون بنت عبدالرحمان، مقام جالے ہاٹ فردوس محلّہ، ڈاکخانہ جالے، ضلع دربھنگہ۔۔۔۔فریق اول

**بنام**

تنویر عرف ستارے ولد محمد سہیل، مقام ڈیرہول وارڈ نمبر ۵/ڈاکخانہ بندھ پورہ، ضلع مظفر پور۔۔۔فریق دوم

## اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف تقریباً سات ماہ سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بنا پر دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ شکر پور بھروارہ، ضلع دربھنگہ میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں، اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۲/صفر ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۷/اگست ۲۰۲۴ء روز منگل کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

**معاملہ نمبر ۳۱/۷۰۰/۱۴۴۵ھ**

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ باراعیدگاہ، پورنیہ)

احمینہ خاتون بنت محمد شفیق مرحوم، مقام قائمی سدھ بھیلی قصبہ، ضلع پورنیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

**بنام**

محمد مسعود ولد محمد زینل، مقام لاگنی بھمرا قصبہ، ضلع پورنیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

## اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں آپ کی بیوی فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ باراعیدگاہ، پورنیہ میں غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ اور دیگر حقوق ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا معاملہ درج کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں، اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۳/ربیع الاول ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۷/ستمبر ۲۰۲۴ء کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

**معاملہ نمبر ۲۴/۱۰۲/۱۴۴۵ھ**

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بھیم پور، مدھوبنی)

گل چمن پروین بنت زبیر انصاری، مقام نیٹول مہشام، ڈاکخانہ مدھے پور، ضلع مدھوبنی۔۔۔۔فریق اول

**بنام**

صغیر ولد رسول بخش، مقام سکھا نوادہ لورنا، ضلع کان پور (یوپی)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

## اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں آپ کی بیوی فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف ایک سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بنا پر دارالقضاء امارت شرعیہ بھیم پور، مدھوبنی میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۶/اگست ۲۰۲۴ء مطابق ۲۱/صفر ۱۴۴۶ھ روز سوموار کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

**معاملہ نمبر ۳۶/۱۱۴/۱۴۴۵ھ**

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بھیم پور، مدھوبنی)

روشن خاتون بنت محمد وکیل، مقام پرولپور، ڈاکخانہ دلدل، بلاک مدھے پور، ضلع مدھوبنی۔۔۔فریق اول

**بنام**

محمد رفیق ولد نفیس، مقام افضل پور، چھگن پور، ضلع بدایوں (یوپی)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

## اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں آپ کی بیوی فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بنا پر دارالقضاء امارت شرعیہ بھیم پور، مدھوبنی میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۶/اگست ۲۰۲۴ء مطابق ۲۱/صفر ۱۴۴۶ھ روز سوموار کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

**معاملہ نمبر ۲۷/۲۵۲/۱۴۴۵ھ**

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بھوانی پور، پورنیہ)

انصری خاتون بنت محمد غیاث الدین مرحوم، مقام انجھڑی، ڈاکخانہ موہن پور، ضلع پورنیہ۔۔۔۔فریق اول

**بنام**

محمد ابراہیم ولد پیاجی، ضلع اجمیر (راجستھان)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

## اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں آپ کی بیوی فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ بھوانی پور، پورنیہ میں عدم ادائے نان ونفقہ اور غائب ولا پتہ ہونے کی وجہ سے فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں، اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۱/اگست ۲۰۲۴ء مطابق ۱۶/صفر ۱۴۴۶ھ کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔
فقط۔قاضی شریعت

**معاملہ نمبر ۲۸/۲۰۵/۱۴۴۵ھ**

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ پھلوریہ ہاٹ، کشن گنج)

کلثوم خاتون بنت علاء الدین، مقام بیل گوڑی، سیدہ آباد، ڈاکخانہ سکٹی، ضلع ارریہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

**بنام**

سمیع الملا ولد اعجاز الملا، مقام داؤد پور کمارگنج، ڈاکخانہ کمارگنج، ضلع دکھن دیناجپور (مغربی بنگال)۔فریق دوم

## اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں آپ کی بیوی فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ پھلوریہ ہاٹ، کشن گنج میں فسخ نکاح کا معاملہ درج کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں، اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۹/صفر ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۴/اگست ۲۰۲۴ء روز ہفتہ پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

**معاملہ نمبر ۱۷/۱۱۵۴/۱۴۴۵ھ**

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کربلا ٹینک روڈ، رانچی)

گلناز پروین بنت شیخ منصور مقام نزد بڑی مسجد چندوے ڈاک خانہ چندوے تھانہ پٹھوریا ضلع رانچی۔۔فریق اول

**بنام**

شیخ معین ابن شیخ تسلیم مقام کُھدیا ڈاک خانہ سانڈی تھانہ سیکیدری ضلع رانچی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

## اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ کربلا ٹینک روڈ رانچی میں عرصہ سات سال سے نان ونفقہ نیز دیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کی درخواست داخل کیا ہے۔لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور تاریخ سماعت ۱۲/صفر المظفر ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۷/اگست ۲۰۲۴ء روز سنیچر کو خود مع گواہان وثبوت بہ وقت نو بجے دن دارالقضاء امارت شرعیہ کربلا ٹینک روڈ رانچی میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، آپ کو واضح کیا جاتا ہے کہ عدم حاضری و عدم پیروی کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

## دعاء مغفرت

مولانا محفوظ اختر نعمانی صاحب مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ کی والدہ محترمہ کا گذشتہ ۲۷/جولائی ۲۰۲۴ء کو دن کے سوا بارہ بجے ان کے آبائی وطن بیگو سرائے میں انتقال ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین، قارئین نقیب سے بھی مرحومہ کے لئے ایصال ثواب اور دعاء مغفرت کی درخواست ہے (ادارہ)

Scanned with CamScanner

طب وصحت

# طب یونانی-قدیم طریقۂ علاج

طبِ یونانی ایک قدیم ترین طریقۂ علاج ہے۔اس کا آغاز یونان سے ہوا۔اس طریقۂ علاج کو مرتّب کرنے میں سقراط، بوعلی سینا، جالینوس، زکریا رازی اور دیگر سائنس دانوں کے نام قابلِ ذکر ہیں۔انہوں نے شبانہ روز محنت کے بعد طبِ یونانی کے قواعد وضوابط مدوّن کیے اور تمام تر تحقیق کو عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

یہ ایک قدرتی طریقۂ علاج ہے، جس کی بنیاد مزاج، اخلاط یا کیفیت پر ہوتی ہے۔مزاج چار ہوتے ہیں (سردی، گرمی، تری، خشکی)۔اِسی طرح اخلاط بھی چار ہوتے ہیں (بلغم، صفرا، سودا، خون)۔مزاج کی بنیاد کیفیت پر ہوتی ہے۔طبِ یونانی یہ کہتی ہے کہ جب قدرتی نظام میں تبدیلی آتی ہے، تو وہ ہمارے مزاج اور اخلاط پر اثر انداز ہوتی ہے، جس کے باعث خرابی پیدا ہوتی ہے۔طبِ یونانی کے فلسفے کے مطابق ایک اصطلاح استعمال ہوتی ہے، اسبابِ ستہ ضروریہ (6essentials)۔بیماریوں کے چھے بنیادی اسباب ہوتے ہیں۔ہوا، کھانا پینا (جسے طب میں مفعول ومشہود کہتے ہیں)، حرکت وسکونِ بدنی، حرکت وسکونِ نفسانی، سونا اور جاگنا، احتباس واستفراغ کہتے ہیں۔طب یہ کہتی ہیں کہ اگر ہم ان چھے بنیادی چیزوں میں اعتدال رکھیں، تو بیماری سے محفوظ رہیں گے۔اگر ان میں کوئی کمی بیشی ہو جائے، تو پھر کوئی نہ کوئی بیماری جنم لیتی ہے۔ہمارے جسم میں بنیادی بیماری مزاج کی خرابی کی وجہ سے ہوتی ہے، یعنی جب مزاج میں کوئی تبدیلی آتی ہے تو اس کے نتیجے میں کوئی نہ کوئی بیماری جنم لیتی ہے۔

طبِ یونانی ایک فطری اور قدرتی طریقۂ علاج ہے۔اس میں ہر طرح سے علاج کیا جاتا ہے۔ایلو پیتھک میں ایک اصطلاح استعمال ہوتی ہے، علاج بالضد، اور ہومیو پیتھک میں استعمال ہوتی ہے، علاج بالمثل، یعنی جس طرح کی علامات ہوتی ہیں، ویسا ہی علاج کیا جاتا ہے۔لیکن طبِ یونانی علاج بالمثل اور علاج بالضد دونوں ہے کہ اس میں دونوں طریقے شامل ہیں۔اس میں مریض کی کیفیت اور مرض کی نوعیت کے مطابق علاج کیا جاتا ہے۔طبِ یونانی مریض کی تمام نوعیت کے مطابق ایک طریقہ علاج مرتّب کرتا ہے۔لوگوں کو لگتا ہے کہ جب طبِ یونانی کے ذریعے علاج کروایا جاتا ہے، تو مرض کے ٹھیک ہونے کی رفتار سست ہوتی ہے، جب کہ ایسا نہیں ہے۔یہ بالکل غلط تاثر ہے۔اصل بات یہ ہے کہ اگر مرض کی درست تشخیص ہو جائے اور دوا اس کے مطابق دی جائے، تو شفا ہوتی ہے اور مرض اپنے وقت پر ٹھیک ہو جاتا ہے۔کئی امراض ایسے ہیں، جن کا علاج ایلو پیتھک میں صرف آپریشن ہے، لیکن طبِ یونانی میں ادویہ کے ذریعے ان کا علاج ہوتا ہے۔مثال کے طور پر پائلز (بواسیر) کا علاج طب میں بہتر طریقے سے ہوتا ہے، ایلو پیتھک میں اس کا علاج اوّل وآخر آپریشن ہے، جب کہ طبِ یونانی میں پائلز کے چار اسٹیجز میں سے تین تک ادویہ کے ذریعے بہترین علاج ہوتا ہے۔کئی مزید امراض ایسے ہیں، جن کا علاج آج بھی ایلو پیتھک میں احسن طریقے سے نہیں ہوتا، جب کہ طبِ یونانی میں ان کا علاج فوری اور بہتر طریقے سے ہوتا ہے۔یہاں ایک بات بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ طبِ یونانی میں تین ذرائع سے علاج ہوتا ہے۔پہلا نباتاتی ہے، جس کا استعمال 80 فی صد ہوتا ہے، دوسرا معدنی (کیلیشیم، میگنیشیم، زنک، آئرن) اور تیسرا حیوانی ہے، یعنی جانوروں کے ویسٹ میٹیریئل سے تیار کردہ ادویہ استعمال کی جاتی ہیں۔تینوں ذرائع میں قدرتی طور پر پائی جانے والی جڑی بوٹیوں کو دوا کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

بعض کورونک امراض کا، جنھیں مزمن یعنی پرانے امراض کہا جاتا ہے، علاج طبِ یونانی میں مکمل طور پر کیا جاتا ہے اور مرض کے پرانے ہونے کی وجہ کو مدّنظر رکھتے ہوئے کیا جاتا ہے۔جیسا کہ میٹابولک سنڈروم (استحالہ کی خرابی سے پیدا ہونے والے امراض) یعنی ذیابطیس، کولیسٹرول کی زیادتی، ہائی بلڈ پریشر، کیلیشیم کی کمی یا زیادتی اور موٹاپا وغیرہ۔اگر ان وجوہ کی وجہ سے مرض ٹھیک نہیں ہو رہا، تو پہلے اس کا علاج کیا جاتا ہے، پھر مرض کا باقاعدہ علاج کرتے ہیں۔طبِ یونانی کو "مدر آف میڈیسن" کہا جاتا ہے، کیوں کہ اس میں علاج کے تمام طریقے شامل ہیں۔ویسے تو طبِ یونانی میں ہر مرض کا علاج موجود ہے، لیکن جو گیسٹر وانٹس ٹائنل ٹریک ہاضمے یا معدے، جگر اور پیٹ کے معاملات ہوتے ہیں، ان مسائل کا طبِ یونانی میں کامیاب علاج موجود ہے۔علاوہ ازیں، میں نے جن امراض کے بارے میں پہلے بتایا اُن کا علاج بھی بہ خوبی کیا جاتا ہے۔اس کے ساتھ میٹابولک سنڈروم (استحالہ کی خرابی) کا علاج بھی دوسرے طریقہ علاج کے مقابلے میں زیادہ بہتر طرح سے کیا جاتا ہے۔

بدلتے زمانے کے ساتھ طبِ یونانی میں بھی تبدیلیاں آتی ہیں؟ جیسے جیسے ہم جدید دَور میں قدم رکھ رہے ہیں، طبِ یونانی میں بھی تبدیلیاں آرہی ہیں۔لوگوں میں ایک غلط فہمی یہ بھی پائی جاتی ہے کہ طبِ یونانی کا طریقہ علاج وہی صدیوں پرانا ہے، جب کہ ایسا نہیں ہے۔اس میں وقت کے ساتھ ادویہ کی شکل بھی بدلی ہے اور طریقہ علاج بھی تبدیل ہوا ہے۔مرض کی نوعیت اور مریض کی ضرورت کے مطابق علاج میں تبدیلی لائی گئی ہے اور ادویہ کی مقدارِ خوراک میں بھی فرق آیا ہے۔اگر پرانے زمانے کی بات کروں، تو پہلے لوگ رات میں جڑی بوٹیاں پانی میں بھگوتے تھے اور صبح اُٹھ کر اس کا قہوہ بنا کر پیتے تھے، جب کہ اب جوشاندے کا پیکٹ آتا ہے، اس میں سب شامل ہوتا ہے۔ایک کپ گرم پانی میں شامل کر کے اسے پی لیں۔پہلے حکیمی ادویہ کڑوی اور بدمزہ ہوتی تھیں، جنھیں کھانا بہت مشکل ہوتا تھا۔اس چیز کو دیکھتے ہوئے خمیارہ اور میٹھی ادویہ تیار کی گئیں۔اگر مغلیہ دور سے دیکھا جائے، تو تب کے طریقہ علاج اور آج کے طریقوں میں کافی حد تک تبدیلیاں آئی ہیں۔پہلے حکیمی علاج کئی سال چلتا تھا، مگر اب چند دن دوا استعمال کرنی پڑتی ہے۔باقی طریقہ علاج میں بعض امراض کا علاج میڈیسن یا سرجری کے ذریعے کیا جاتا ہے، لیکن طبِ یونانی میں علاج کے چار طریقے ہیں۔☆ علاجَ بالغذا ☆ علاج بالدوا ☆ علاج بالتدبیر (Regimental Therapy) اور علاج بالید یعنی جراحی۔علاج بالتدبیر میں علاج کے 36 طریقے موجود ہیں۔مرض کی نوعیت اور مریض کی حالت دیکھتے ہوئے علاج کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

یاد رکھیے کہ طبِ یونانی میں موذی امراض کا بھی شافی علاج موجود ہے، بلکہ ان امراض کا بہت موثر علاج دست یاب ہے۔نیم ہلدی دار ہلد شاہترہ چرائیتہ، افسنتین، رال وغیرہ ایسی جڑی بوٹیاں ہیں، جن سے موذی امراض کا کامیاب اور بہترین علاج کیا جاتا ہے، اسی طرح طبِ یونانی میں مرض کو جڑ سے ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔تاہم، متعدی امراض acute infectious diseases کا فوری علاج ہوتا ہے۔اسی طرح درد ہیضہ اور دیگر وبائی امراض کا زود اثر اور فوری علاج ہوتا ہے، مگر مزمن یعنی پرانے امراض کے علاج میں بہر حال وقت درکار ہوتا ہے، اب دیکھا یہ جا رہا ہے کہ لوگوں کا طبِ یونانی کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے۔خاص طور پر کورونا، عالمی سطح پر آنے والے وبائی امراض کے بعد اینٹی باڈی ریز زٹینس، درد کش ادویہ کے نقصانات کی وجہ سے بین الاقوامی سطح پر سائنس داں ان ادویہ کے نقصانات سے بچنے کے طریقوں کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں، اسی لیے امریکا، چین، جرمنی، بھارت اور دیگر ممالک میں قدرتی ادویہ کا استعمال بڑھ رہا ہے۔ان پر تحقیقات کا دائرہ بھی وسیع ہو رہا ہے۔

## ہفتۂ رفتہ

### سیاسی قائدین کو اپنا احتساب کرنا چاہیے۔مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

جمہوری تقاضوں کو سب سے زیادہ نقصان سیاسی قائدین سے پہونچا ہے، حکمراں اور با اقتدار طبقہ کے لیڈران ہی نہیں تمام سیاسی پارٹیوں کے افراد اس کے ذمہ دار ہیں، اس لیے اس ملک میں جمہوریت کی بقا وتحفظ کے لیے انہیں اپنا احتساب کرنا چاہیے، تبھی اس ملک میں جمہوریت کو بچایا جا سکتا ہے، ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے نائب ناظم اور مدیر ہفت روزہ نقیب نے کیا، وہ ڈاکٹر منوج پانڈے ٹرسٹ کے اہتمام "جمہوریت کی برتری کے لیے ایماندارانہ حکمرانی کے ضرورت" کے عنوان پر اے این سنہا انسٹی چیوٹ گاندھی میدان میں مقرر خصوصی کی حیثیت سے بول رہے تھے، انہوں نے فرمایا کہ جس ملک میں اظہار خیال کی آزادی اور اظہار خیال کے بعد دار وگیر کا سلسلہ جاری ہو، وہاں جمہوریت کس طرح باقی رہ سکتی ہے۔اس سمپوزیم سے کے ایل شرما، انشول اوجیت، پریم چندر مشرا، ڈاکٹر اجے سنگھ، شکیل احمد، مشہور صحافی اشوک وانکھیرے عرف ٹائیگر، پروفیسر غلام غوث، ٹرسٹ اور مجلس کی صدر ڈاکٹر نوتن پانڈے، ٹرسٹ کے جنرل سکریٹری اور داعی جاوید اقبال ایڈووکیٹ نے بھی خطاب کیا، پروگرام سے قبل مہمانون کا خیر مقدم، پھول مالا اور گمچھا اوڑھا کر کیا گیا، اس موقع پر حاضرین نے ڈاکٹر منوج پانڈے کی زندگی اور ان کے خدمات پر بھی روشنی ڈالی۔

### درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل میں ذیلی درجہ بندی کی ملی منظوری

سپریم کورٹ نے ایک تاریخی فیصلہ سناتے ہوئے درج فہرست ذات (ایس سی) اور درج فہرست قبائل (ایس ٹی) زمرہ کے اندر ذیلی درجہ بندی کی اجازت دے دی ہے۔ایس سی اور ایس ٹی کے اندر ذیلی درجہ بندی کے جواز سے متعلق معاملے پر چیف جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ کی صدارت والی 7 ججوں کی آئینی بنچ نے یہ انتہائی اہم اور تاریخی فیصلہ صادر کیا۔اس بنچ نے طے کیا ہے کہ درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل زمرہ کے لیے ذیلی درجہ بندی کی جا سکتی ہے۔

## راشد العزیزی ندوی

چیف جسٹس نے یہ فیصلہ سناتے ہوئے یہ بھی واضح کیا کہ 6 ججوں کی رائے ذیلی درجہ بندی کے حق میں تھی، جبکہ ایک جج نے اس سے اتفاق نہیں کیا۔عدالت عظمیٰ نے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ درج فہرست ذاتیں ایک یکساں گروپ نہیں ہے اور حکومت متاثرہ لوگوں کو 15 فیصد ریزرویشن میں زیادہ ترجیح دینے کے لیے ان کی ذیلی درجہ بندی کر سکتی ہے۔

### 300 سے زیادہ بینک سائبر حملے کی زد میں

ٹیکنالوجی سروس فراہم کرنے والی کمپنی سی-ایچ ٹیکنالوجیز پر سائبر حملہ ہوا ہے۔اس کی وجہ سے ملک بھر میں تقریباً 300 چھوٹے بینکوں اور مالیاتی اداروں کا بینکنگ سے متعلق کام متاثر ہوا ہے۔یہاں تک کہ صارفین بھی اے ٹی ایم سے پیسے نہیں نکال پائے۔ساتھ ہی، یو پی آئی کے ذریعہ رقم کی منتقلی میں مسائل کا سامنا ہے۔دراصل، سی-ایچ ٹیکنالوجیز کو اپنے سسٹم میں خرابی کا پتہ چلنے کے بعد گزشتہ دو دنوں سے اس مسئلے کا سامنا ہے۔حکام کے مطابق بڑے پیمنٹ سسٹم کی سیکیورٹی کے لیے سی ایچ سسٹم کو الگ کرنا پڑا۔اس کے ساتھ ساتھ ضروری احتیاطی تدابیر بھی اختیار کی گئی ہیں۔

### مدھیہ پردیش میں 56 مدرسوں کی منظوری منسوخ

مدھیہ پردیش مدرسہ بورڈ نے شیوپور کے 56 مدارس کی منظوری منسوخ کر دی ہے۔یہ کارروائی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر رویندر سنگھ تومر کی جانچ رپورٹ کی بنیاد پر کی گئی ہے۔اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 56 مدارس کام نہیں کر رہے تھے جن میں سے 54 مدارس حکومت سے گرانٹ بھی لے رہے تھے۔مدرسہ بورڈ نے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کی رپورٹ کی بنیاد پر 56 مدارس کی منظوری منسوخ کر دی۔خبروں کے مطابق شیوپور میں کل 80 مدارس بورڈ سے ملحق ہیں جن میں سے 56 مدارس ایسے تھے جو کام نہیں کر رہے تھے۔ان میں سے 54 مدارس حکومت سے گرانٹ بھی لے رہے تھے۔

Volume:64/74,Issue:29 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Rizwan Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
**NAQUEEB** WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT-14 13-5-24-26
R.N.I.N.Delhi, Regd No-BIHURD/4136/1961

ماں بلاتی ہے تو اب وقت کہاں ملتا ہے
ہم ملاقات کو اتوار یہ رکھ دیتے ہیں
(اسدرضوی)

# جیلوں میں قیدیوں کی حالت زار

غلام غوث، بنگلور

ہندوستانی جیلوں کا سب سے بڑا مسئلہ قیدیوں کی تعداد کا ہے۔ دہلی میں تین سب سے بڑے جیل ہیں تہار جیل، روحنی جیل جو 2004 میں بنایا گیا اور مانڈولی جیل جو 2016 میں بنایا گیا۔ تہار جیل دنیا کا سب سے بڑا جیل ہے اس میں 9 سینٹرل جیل ہیں۔ اس میں 5200 قیدیوں کو رکھنے کی گنجائش ہے مگر اس وقت وہاں ڈبل سے زیادہ قیدی ہیں۔ روحنی جیل میں ایک سنٹرل جیل ہے۔ اس میں 3,776 قیدیوں کو رکھنے کی گنجائش ہے مگر اس وقت وہاں 4,355 قیدی ہیں۔ مانڈولی جیل میں 6 سنٹرل جیل ہیں۔ اس میں 1,050 قیدیوں کو رکھنے کی گنجائش ہے مگر آج وہاں 2037 قیدی ہیں۔ قیدیوں کی تعداد زیادہ ہونے کے سبب ان جیلوں میں طرح طرح کے مسائل اور مشکلیں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ قیدیوں میں ہر دن جھگڑے ہوتے رہتے ہیں۔ انہیں سلجھانے میں بڑی دقت ہوتی ہے اور یہ سب جیل حکام کے لئے ہر دن کا سر درد ہے۔ دوسرا ان قیدیوں پر اچھی طرح نظر رکھنا ایک بہت ہی مشکل کام ہے۔ تیسرا ان قیدیوں کو سدھارنے اور انہیں ہنر سکھانے میں بڑی دشواری ہوتی ہے۔ ان تین بڑے جیلوں کے 16 سنٹرل جیلوں میں ٹی وی کا انتظام ہے جیل حکام کے مطابق ان 16 سینٹرل جیلوں میں 10,026 قیدیوں کے لئے رہنے کی گنجائش ہے مگر وہاں 19,500 قیدی موجود ہیں۔ آجکل یہ تعداد دن بہ دن بڑھ رہی ہے کیونکہ پولیس اور دیگر حکام اس بات میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ ملزموں کو جیلوں میں ٹھوس دیا جائے۔ چھوٹے چھوٹے کیسوں میں بھی لوگوں کو جیل میں ٹھوس دینا روزمرہ کا معمول ہو گیا ہے۔ کسی کی اس طرف توجہ نہیں ہے کہ اس بڑھتی ہوئی قیدیوں کی تعداد کو کیسے سنبھالا جائے۔ اگر یہی رفتار رہی تو اب جتنے جیل خانے ہیں انہیں ڈبل کر دینا چاہیے۔ ہندوستان کی تمام ریاستوں میں جو جیل خانے ہیں ان سب کی یہی حالت ہے۔ ہر جیل گنجائش سے زیادہ قیدیوں سے بھرا ہوا ہے۔ ان جیلوں میں زیر سماعت (under trial) قیدیوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ یہ سب عادی قیدی نہیں ہیں، بلکہ انہیں شک کی بنیاد پر جیلوں میں ٹھوس دیا گیا ہے۔ ان میں بہت سارے معصوم اور شریف بھی ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ انہیں الگ سے نہیں رکھا جاتا تاکہ ان کی شرافت باقی رہے۔ کئی جیلوں میں انہیں سزا یافتہ اور عادی مجرموں کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔ قانونی طور پر ان زیر سماعت ملزموں کو سدھارنا اور انہیں اچھے شہری بنانا جیلوں کا ایک اہم کام ہے۔ مگر زمینی حقیقت یہ ہے کہ یہ زیر سماعت ملزم بھی ان عادی مجرموں کی صحبت میں خود بھی بگڑ جاتے ہیں اور جیلوں سے نکلنے کے بعد جرائم میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ ایسے ملزم اچھے شہری بننے کے بجائے جرائم کی زندگی میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ اس طرف توجہ دینا پولیس اور عدالتوں کا کام ہے۔ آپ اور ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ یہی سبب ہے کہ جرائم دن بہ دن بڑھتے جا رہے ہیں۔ اب ہم سب کو سوچنا ہے کہ کیا ہم سب اسکے لئے ذمہ دار نہیں ہیں؟ ایک بات اور جو دیکھنے میں آ رہی ہے وہ یہ کہ جو قیدی مال دار ہیں، بڑے بڑے جرائم میں ملوث ہیں یا جو سیاسی قیدی ہیں وہ جیلوں میں بھی آرام دہ زندگی گزارتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ جیل کے ملازموں کی مٹھیاں گرم کرتے ہیں جس کے بدلے میں ان قیدیوں کو ہر طرح کی آسانیاں میسر کی جاتی ہیں۔ جیلوں میں غریب اور نادار قیدیوں کو کوئی سہولت نہیں ملتی۔ البتہ جو روپے خرچ کر سکتے ہیں یا اثر و رسوخ رکھتے ہیں، انہیں باہر کا کھانا بھی ملتا ہے، موبائل فون بھی ملتے ہیں اور تمام سہولتیں بھی ملتی ہیں۔ ایک اچھی بات یہ ہے کہ جیلوں میں آجکل اچھا کھانا دیا جاتا ہے اور کام کر کے روپے کمانے کی بھی سہولت ہے۔ اکثر دو سو تین سو قیدیوں کو ایک بڑے ہال میں زمین پر سلایا جاتا ہے اور انہیں دو بیڈ شیٹ دے دیے جاتے ہیں۔ صرف وی آئی پی قیدیوں کو اور سرکاری ملازموں کو الگ الگ سیلیز (کمروں) میں رکھا جاتا ہے اور ہفتہ میں دو دن گوشت، انڈے اور روزانہ کچھ دودھ بھی دیا جاتا ہے سنگین جرائم والے قیدیوں کو بھی الگ رکھا جاتا ہے اور ان کی خاص نگرانی کی جاتی ہے ایسی بے شمار مثالیں ہر دن ہمارے سامنے آ رہی ہیں۔

کئی معصوم زیر سماعت ملزم اس لئے زیادہ دن جیلوں میں ہیں کیونکہ ان کے پاس عدالتوں سے عائد کیا ہوا جرمانہ بھرنے کے لئے روپے نہیں ہوتے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ کئی ایسے نوجوان صرف چند ہزار روپے جرمانہ نہ بھرنے کے سبب جیلوں میں سڑ رہے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ مسلمانوں کا ایک ادارہ اس طرف توجہ دے رہا ہے اور دن رات ایسے ملزموں کو رہا کروانے میں جٹا ہوا ہے۔ اب تمام مسلمانوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ سب اس جماعت کی زیادہ سے زیادہ مالی مدد کریں۔ ہر مسلمان کو سوچنا ہے کہ کیا صرف مسجدیں اور مدرسے ہر ایک کیلو میٹر کی دوری پر تعمیر کرنے کے بجائے ان معصوموں کو رہا کروانا زیادہ ثواب نہیں ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہم عالیشان سے عالیشان مسجدیں بنانے میں لگے ہوئے ہیں جن پر دس سے بیس کروڑ روپے خرچ کئے جا رہے ہیں مگر جو بے قصور مسلمان جیلوں میں قید و بند کی صعوبتیں اٹھا رہے ہیں ان کی رہائی پر کوئی توجہ نہیں دی جاری ہے، اگر ہر ریاست میں لیگل سیل قائم ہو جائے اور اس کے لئے فنڈ اکٹھا کئے جائیں پھر مقدمات کی پیروی ہو تو مسلمانوں کا ایک بڑا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ میرا مشاہدہ بتا رہا ہے کہ اس مسئلہ کو حل کرنا عدالتوں کی ذمہ داری ہے۔ وہ اس طرح کہ ہر چھوٹے موٹے جرم میں ملزموں کو جیل نہیں بھیجنا چاہیے اور ہر بیل اپلیکیشن کی جلد سے جلد سنوائی کی جائے اور بیل دے دی جائے۔ اگر ایسا ہوتا رہا تو یقین ہے کہ جیلوں میں قیدیوں کی تعداد کم ہو جائے گی اور جرائم بھی کم ہو جائیں گے۔ کئی بڑے سیاست داں قیدی صحت کے بہانے اسپتالوں میں آرام دہ زندگی گزارتے ہیں۔ عدالتی نظام میں اہم تبدیلی یہ ہونی چاہیے کہ ہر مقدمہ جلد سے جلد نپٹایا جائے، قانونی ماہرین کا کہنا ہے کہ وکیلوں کو دو یا تین سے زیادہ adjornments نہ دیئے جائیں۔ تین adjornment کے بعد بھی اگر adjornament مانگیں تو ہر adjornment پر ایک لاکھ روپے ڈپازٹ رکھنا ہوگا، وکیلوں کو غیر ضروری سوالات کرنے اور وقت ضائع کرنے نہ دیا جائے، ججوں کی تعداد بڑھائی جائے گنجائش سے زیادہ مجرموں کو جیل میں نہ رکھا جائے، چھوٹے چھوٹے جرائم پر لوگوں کو جیل نہ بھیجا جائے، بیل عرضیوں کی سنوائی جلدی کی جائے، ہم مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے مسائل پر بھی زیادہ سے زیادہ روشنی ڈالیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ مسجدوں پر، مدرسوں پر اور فروعی مسائل پر زیادہ لکھتے ہیں اور توجہ دیتے ہیں مگر ان مسائل پر جیسے عدالتی نظام، پولیس رفارمس، انتخابی نظام، پانی بجلی کی فراہمی پر، مہنگائی پر اور دیگر عوامی مسائل پر توجہ نہیں دیتے اور ان مدعوں پر بہت کم لکھتے ہیں۔ یہ ایسا لگتا ہے جیسے ہم کو اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ ان مسائل پر بھی توجہ دینا ضروری ہے۔

"کئی بڑے سیاست داں قیدی صحت کے بہانے اسپتالوں میں آرام دہ زندگی گزارتے ہیں۔ عدالتی نظام میں اہم تبدیلی یہ ہونی چاہیے کہ ہر مقدمہ جلد سے جلد نپٹایا جائے، قانونی ماہرین کا کہنا ہے کہ وکیلوں کو دو یا تین سے زیادہ adjornments نہ دیئے جائیں۔ تین a d j o r n m e n t کے بعد بھی اگر adjornament مانگیں تو ہر adjornment پر ایک لاکھ روپے ڈپازٹ رکھنا ہوگا، وکیلوں کو غیر ضروری سوالات کرنے اور وقت ضائع کرنے نہ دیا جائے، ججوں کی تعداد بڑھائی جائے، گنجائش سے زیادہ مجرموں کو جیل میں نہ رکھا جائے، چھوٹے چھوٹے جرائم پر لوگوں کو جیل نہ بھیجا جائے، بیل عرضیوں کی سنوائی جلدی کی جائے"

◯ ☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر یا دیئے گئے کیو آر کوڈ اسکین کر کے آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر دیئے گئے موبائل نمبر پر خبر کر دیں، رابطہ اور واٹس ایپ نمبر 9576507798 (محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب)
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔
THE NAQUEEB
UPI ID : 6201750233naqueeb@sbi
BHIM UPI
WEEK ENDING-05/08/2024, Fax : 0612-2555280, Phone: 2555351, 2555014, 2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com
نقیب | قیمت فی شمارہ -/8 روپے | ششماہی -/250 روپے | سالانہ -/400 روپے
Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421/9304022690

Scanned with CamScanner